متعہ اور قرآن

حضرت آیۃ اللہ الحاج

سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ

صدر الافاضل

کاظمیہ کتب خانہ

اندرون موچی گیٹ

لاہور - ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝
ریکارڈ کا نسخہ
مطالعہ و تحقیق کے بعد واپسی ضروری ہے
سید حسین ارتضیٰ ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء

متعہ اور قرآن

ایک فقہی مسئلے پر علمی نظر

تالیف

حضرت آیۃ اللہ الحاج سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ
صدر الافاضل

کاظمیہ کتب خانہ اندرون موچی دروازہ محلہ شیعاں۔ لاہور پاکستان

کتاب ــــــــــ متعہ اور قرآن

مصنف ــــــــــ مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب

مصحح ــــــــــ سید مقداد رضوی

کتابت ــــــــــ حیدر برادرز

طبع اول ــــــــــ گیارہ سو

تاریخ اشاعت ــــــــــ ۱۳ر رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

۲۵ر مارچ ۱۹۸۶ء

ناشر ــــــــــ طاہر حسین بٹ

کاظمیہ کتب خانہ محلہ شیعاں

اندرون موچی دروازہ۔ لاہور ۸

قیمت ــــــــــ روپے

مطبع : اظہار سنز پرنٹرز، ۹ ریٹیگن روڈ لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وآلہ الطاہرین ائمتنا المعصومین۔

تفسیر قرآن کریم لکھتے ہوئے، سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۵ پر پہنچا تو عجیب کشمکش سے دوچار ہو گیا۔

میں اپنی نیت کے مطابق بحث وجدل سے بچتا چلا آ رہا تھا اور اپنے مطالعہ کا خلاصہ اور جوان اہل نظر کے لئے سادہ انداز میں آیات کے مطالب لکھ رہا تھا۔ مجھے بے حد دکھ ہوا کہ مولانا مودودی صاحب اور اصلاحی صاحب نے متعہ پر جارحانہ تفسیر لکھ کر مجھے جواب دینے پر مجبور کر دیا۔ میں نے مختصر جواب لکھنے کے بعد طے کیا کہ اسے تفسیر سے الگ رسالہ کی شکل میں اشاعت کے لئے دے دوں تاکہ تفسیر کا اسلوب بھی نہ بدلے اور حملہ آور جواب سے محروم بھی نہ رہیں۔

میں نے اسلوب بیان میں شستگی اور ادب آداب کو ملحوظ رکھا ہے اور اشتعال انگیزی کے جواب میں اشتعال انگیزی کا رویّہ اپنانے سے گریز کیا ہے۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مؤلف

قلّت و کثرت ازواج

ایک سماجی مسئلہ

نظریات کا تصادم
سامراجیوں کی جنگ
اور اسلام

آج کی دنیا میں دو نظریوں کا تصادم ہے ایک "سرمایہ داری" کا نظام دوسرا "اشتراکی نظام" دونوں نظام اپنے اپنے پروپیگنڈے اور جنگی قوت یا سائنسی اقتدار کی وجہ سے پوری دنیا کو اپنا غلام بنانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں ان کی حکومتوں کی جغرافیائی وسعت اور ان کی عیارانہ سیاست نے کمزوروں کو احساس کمتری میں مبتلا کر رکھا ہے یہ حکومتیں حواس باختہ، مرعوب اور خود فراموش قوم کو طرح طرح کی خواب آور یا اعصاب شکن تدبیروں سے اپنے ریشمی جالوں میں پھانس لینے میں غفلت نہیں کرتیں۔

مسلمان قوم اپنے فکری اور عملی نظام اسلام کی وجہ سے پوری طرح تو ان کے شکنجے میں نہیں آئی مگر زیر بار ضرور ہو رہی ہے مسلمانوں کے نام نہاد روشن فکر چونکہ ان کی تربیت گاہوں کے پروردہ ہیں اس لئے سیاست و ریاست کے بہانے یہ خونی نظام انہیں اپنا آلہ کار بنا کر عام مسلمانوں کو مفلوج بنا رہے ہیں لیکن کتاب اللہ

سنت یعنی اسلام سے وابستہ اور اسلامی انقلاب کے فلسفہ وعوامل و ردعمل سے باخبر علماء اپنے قلم اور خون سے "اسلام" پر کسی کو غالب نہیں آنے دیتے اور اللہ بھی ان کے ساتھ ہے پاکستان کا وجود اور ایران کا اسلامی انقلاب ان قربانیوں کا نتیجہ ہے ایک جگہ عوام کے جذبۂ اسلام دوستی نے رنگ دکھایا اور دوسری جگہ عوام کی قربانی اور علماء کی قیادت نے اسلام کا بول بالا کیا۔

اسلامی انقلاب نے پوری دنیا کو یہ ماننے پر مجبور کر دیا ہے کہ اسلام کا فلسفہ و نظام زندگی مذکورہ فلسفوں اور نظریوں سے جدا ہے اور اسلام ان دونوں نظریوں سے زیادہ پائیدار ہے۔ انسان بحیثیت انسان اور کمزور باعتبار تہی دستی اسلام ہی کے نظام میں زیادہ معزز، زیادہ خوش حال، زیادہ آزاد اور زیادہ خود مختار ہے اور سرمایہ دار اس نظام میں زیادہ ذمہ دار، زیادہ جوابدہ اور زیادہ مرکز توجہ ہے۔

لوگوں نے اپنے فائدے کی خاطر دنیا کو جغرافیائی حصوں میں بانٹ رکھا ہے۔ ایک مغرب کا حکمران بن بیٹھا دوسرا مشرق کا۔ دونوں کے ہاتھوں میں ایٹم کا ڈنڈا اور روٹی کپڑے مکان یا خوشحال معاشرہ اور حقوق انسانی کا کھلونا ہے جس سے بے خبر عوام کو دھوکے دیئے جا رہے ہیں حالت یہ ہے کہ امریکہ، فرانس لندن، سوئیٹزرلینڈ، کینیڈا، میونخ جیسے زرق برق شہر جنت ارضی بنے ہوئے ہیں۔ دولت کی ریل پیل اور آسائشوں کی فراوانی ہے حسنِ صورت، حسنِ آواز حسنِ در و دیوار، حسنِ آب و ہوا کے جادو سے حواس باختہ ہونے والے، ہوٹلوں کی عیاشی، کوبروں کی بدفعلی، قحبہ خانوں کی غلاظت، تھیٹروں کی گمراہی

سینماؤں کی عریانی، شراب کی فراوانی اور جنسی عمل کی آزادی تلے سسکتی، ایڑیتی، سکڑتی اور اپنی آگ میں جھلستی انسانیت پر نظر نہیں جانے پاتی۔ دانا اور بینا آدم زاد، رقص و سرور اور دولت کے سیلاب میں گلے گلے تک ڈوبے ہوئے انسانوں کی مجبوری و تباہ حالی کو دیکھ کر کہہ رہے ہیں کہ یا تو ایٹم بم جیسا کوئی دھماکہ ضروری ہے یا انسانیت کی جگہ مکمل حیوانیت کا راج ہو گا۔

ماسکو ایک قلعہ بند شہر ہے جہاں نیویارک کی طرح بلند و بالا عمارتیں، ہیبت ناک ہال ہیں یہاں سب کچھ وہی ہوتا ہے جو پیرس اور روم میں ہوتا ہے مگر کوئی آواز اور کوئی صورت برفستان کی دیواروں کے باہر سُنی اور دیکھی نہیں جا سکتی۔ ایک جگہ انسان آزاد ہے مگر جنگلی مخلوق کی طرح۔ دوسری جگہ انسان قید ہے قدیم ترین آمریت کی طرح۔

ایک نظام میں کالوں کو جینے کا حق نہیں۔ دوسرے نظام میں حکمرانوں کے علاوہ کسی کو بولنے کی اجازت نہیں۔ امریکہ اور یورپ میں ہر تیسرا آدمی اعصابی امراض میں مبتلا اور اسی فیصد شہری آبادیاں ذہنی امراض کا شکار ہیں جنسی عمل کی فراوانی سے عورتوں کی بڑی تعداد مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اسقاطِ حمل اور مانع حمل ادویہ کے استعمال نے ان کا اندرونی نظام بے کار اور متعدی امراض کی آماجگاہ بنا دیا ہے ہر قسم کا نشہ، ہر قسم کی عورت یا ہم جنسی اس قدر عام د فراواں ہے کہ یہ عمل بڑا ہنر بن چکا ہے اس کے لئے کسی روزنامہ، ہفت روزہ اخبار یا میگزین دیکھنا کافی ہے پورے معاشرے میں عورت کا اصلی یا مصنوعی

حسن چھایا ہوا ہے۔ برہنہ حمام، تیرنے کے تالاب، رقص ہال غرض سب کچھ سب کو معلوم ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

روس کی حالت سب سے بدتر ہے وہاں قلعہ بند دنیا اور محصور حالات ہیں ذرا سی چوں چرا پر گلا گھونٹ دیا جاتا ہے نہ بیرونِ ملک کی خبر حدودِ مملکت روس میں داخل ہو سکتی ہے نہ اندر کی خبر باہر جا سکتی ہے جو لوگ روس جاتے ہیں یا جو لوگ ایک دو صدی قبل کی تاریخ اور آج کے فلسفہ لینن و مارکس اور فرائڈ سے واقف ہیں ان کو معلوم ہے کہ وہاں اچھائی یا برائی یا اخلاق نامی کوئی تصور موجود نہیں۔ زارِ روس کا جبر، کمیونسٹ ہائی کمان کی صورت میں تمام انسانوں پر مسلط ہے فرد کے وجود کی نفی اور ہر چیز معاشرے کی ملکیت جس نظریے کی اساس ہو وہاں حفاظتِ ذات، حفظِ مال و ناموس کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے وہاں تو صرف ایک نظریے اور اس پر ایک زاویے ہی کی بات ممکن ہے جو قومیں اخلاق، دین اور خیر و شر کی قائل نہ ہوں ان کا جنگلی مخلوق سے کیا امتیاز رہ جاتا ہے؟

اسلام، خیر و شر، علم و عمل، اخلاق و آدابِ بشر کا نظام ہے اس نظام کا آئین اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ قرآنِ کریم، اس فلسفے کا معلم، آخری رسولؐ، اللہ نے مبعوث فرمایا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسلام کا قانون دنیا کے تمام انسانوں کے لئے یکساں ہے اس قانون میں رنگ و نسل، زمین و زمان کے بجائے، عام انسان اور پورے انسانی معاشروں کو ملحوظ رکھ کر نئے معاشرے

کی تربیت کا انتظام ملحوظ رکھا گیا ہے اس کا سماجی نظام قائم ہے۔

(الف) امانت، صداقت، احترام باہمی، امن اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکانے اور حکم ماننے پر۔

(ب) دولت کمانے کی اجازت ہے۔ حصولِ ملکیت کی آزادی ہے مگر ارتکازِ زر اور دوسروں کو محروم رکھنے کی ممانعت ہے۔ اس کے لئے زکوٰۃ، خمس، صدقہ ہبہ، قرض، وقف، فلاح عامہ کے کام، کفارے، حج، پڑوسیوں کی امداد یتیم، بیوہ، معذور اور مسافروں جیسے افراد کی کمک کے فرائض ہر سرمائے دار کے ذمہ ہے یعنی مالی واجبات و فرائض کے بعد" انفاق" اور آخر میں میراث سرمائے کی یکجائی کو ختم کرتی ہے، اسلام سرمائے کو ملکیت بھی مانتا ہے اور قابل تقسیم بھی قرار دیتا ہے۔

سرمایہ دار اپنے ضروریاتِ زندگی میں فضول خرچی، حرام و حلال کی نگہداشت کا پابند ہے ظلم، عصمت دری جیسے امور کی باز پرس بلکہ سزا تک اس کے لئے تیار ہے قانون اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو ایک غریب کے ساتھ بلکہ کہیں کہیں اس سے بھی زیادہ، مستکبرین سے مستضعفین کے حقوق حاصل کرنے کی ذمہ داری اسلامی قانون کے اعلیٰ مقاصد میں ہے اسلامی نظام معاشرت و قانون میں عزت و ذلت کی بنیاد سرمایہ نہیں ہے بلکہ علم، عمل، کردار اور خوفِ خدا اور تقویٰ ہے۔ اسلام اپنے مسلسل انقلاب میں ان لوگوں کو مقدم کرتا ہے جو اس کے فلسفے، عقیدے اور قانون سے انحراف نہیں کرتے بلکہ اس کے سیدھے خط اور

اس کی لائن آف موومنٹ پر چلتے رہتے ہیں یہی LINE OF MOVEMENT
موومنٹ لائن، صراطِ مستقیم ہے بے اخلاقی اور قانون میں عدم مساوات، سرمایہ دار
کو دست درازی کا موقع دیتی ہے وہ دولت، قوت اور شراب کی مستی میں
عورت کو مختلف کاموں کے لئے خریدتا ہے، ٹیلی فون کی آپریٹر، دکان، کارخانے
یا گھر میں استقبال کرنے والے عملہ کی رکن، میز پر چائے، شراب اور کھانا لگانے
اور دل بہلانے والی خاتون، شکم سیر و بدمست کی محفل کو اپنے رقص و موسیقی سے
جگانے اور اپنے نرم و حسین پہلو میں سُلانے والی ڈانسر، سفر میں دلربا ائر ہوسٹس
اور ہوٹل میں دِلکش ریسپشنسٹ، ڈانس ہال، کلب اور کیبرے، فلم اور تھیٹر کو
چلانے والی فن کار اور گھر میں دوست خاتون، محبوب ساتھی، پسندیدہ بیوی
ماڈل گرل اور نہ معلوم کیا کیا۔ جس کے کمرے میں زیادہ عورتیں، جس کے اجتماع
میں زیادہ خواتین ہوں وہ مہذب ماحول ہے اور قابلِ تعریف اجتماع اور ترقی یافتہ
سوسائٹی کا نمونہ ہے۔ روز نکاح اور طلاق، بچوں کا باپ کے بجائے ماں سے
انتساب اور پھر لاکھوں بچوں کا لاوارث ڈیکلریشن یا آج ۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء کی
خبر جنگ کے مطابق برطانوی محکمہ شماریات نے جو گوشوارے شائع کئے ہیں ان
کی رو سے برطانیہ میں والدین کی مار پیٹ اور لاپروائی سے ہفتے میں چار
بچے مرتے ہیں اس طرح مرنے والے بچوں کی تعداد دو سو ہے اس سے بقولِ خود
مہذب معاشرے کی گھریلو زندگی کا انداز سمجھا جا سکتا ہے بیویاں بدلنے اور شوہروں
کا تجربہ کرنے کا ایک نتیجہ بچوں کی موت یا آوارہ گردی ہے دوسرا نتیجہ مرد و زن کا

کسمپرسی میں بڑھاپا گذارنا اور لاوارث مرجانا ہے

اسلام نے خاندان، پھر محلے، پھر بستی اور دُنیا بھر کے انسانوں کو یگانگت کی لڑی میں پرو دیا ہے اس لئے اس کی پہلی منزل گھر ہے گھر میں ماں اور باپ مخدوم و حاکم ہیں ربی و معلم ہیں۔ اس کے بعد اولاد ہے اس کے عقیدے کی تعمیر اور کردار کی پاکیزگی اور فکری تربیت کا کام والدین کے ذمے ہے دوسرا مرحلہ عائلی زندگی اور ازدواج ہے۔

اسلام کی نظر میں پہلے گھر کا نظام ہے۔

دنیا بھر کے انسانوں کو یگانگت کی لڑی میں پرونے اور عالمی سماج میں ضبط و نظم، امن و آسودگی عام کرنے کے لئے اسلام نے سب سے پہلے "گھر" کو مرکز توجہ بنایا۔ گھر میں ماں باپ، حاکم و مخدوم بنائے انہیں ربی و معلم قرار دیا ان سے اولاد کو صاحب عقیدہ و علم و کردار بنانے کا مطالبہ کیا۔ صحیح تربیت اور صحیح اسلامی تعلیم ان کی قانونی ذمہ داری ٹھہرائی ان سے کہا کہ تم لڑکی کے "ولی" ہو اس کی زندگی اور تعمیری صلاحیتوں میں اضافہ کر کے اس کے مستقبل کے مستقل ساتھی کی تلاش تم پر لازم ہے تم جسے پسند کرو اس کے بارے میں لڑکی سے رائے لو اور جسے لڑکی چاہے وہ تم سے اجازت لے۔ اولاد کی تربیت کے بعد انہیں بیاہنے کا کام والدین کے سپرد کر کے ایک گھر کو دو گھروں میں بدلا۔ اور یوں گھر سے گھر، گھروں سے محلّہ اور

محلے سے بات عالمگیر بنائی۔ ہر قدم پر ضابطہ اور ہر ضابطے میں نظریے کے تحفظ کے ساتھ انسان کی فلاح و بہبود کا فلسفہ بتایا۔

عائلی زندگی

شریعتِ اسلام اور قانونِ محمدیؐ میں اللہ نے انسان کی جبلّی اور خلقی حسِ جنس دوستی کو باقاعدہ رکھنے کے لئے زن و شوہر یا زوج و زوجہ کو یکجا کرنے کے لئے "نکاح" کی دفعہ رکھی اور سمجھایا بلکہ پابند کیا ہے کہ جنسی میلان کو ——————————

—————— حیوانیت نہ بنایا جائے، مرد بھی محترم ہے عورت بھی محترم، دونوں کو عفت و باعقل رہنا چاہیئے۔ شادی کا مقصد ہے کہ عورت اور اس کی عصمت و زندگی کے لئے ایک باعزت محافظ اور محفوظ ماحول مہیا کرنا ہے وہ گھر جس میں فلسفہ اسلامی کی تطبیق ہو دو زندگیاں للہ فی اللہ یکجا گذاری جائیں دونوں کی یکجائی عیاشی و فحاشی نہ ہو بلکہ دونوں کی پیاس بجھانے کا ذریعہ مگر مومن اولاد کے لئے دونوں یکجا رہیں کہ باہمی محبتیں پروان چڑھیں اور اس کی محبت سے سرشار اولاد پیدا ہو ازدواج میں عورت کو انتخاب شوہر اور اپنی سپردگی کا حق دیا اور مرد کو اس کے قبول کرنے کے بعد اس کے احترام، صحت و ضروریاتِ زندگی کی مکمل کفالت، اس کی خواہشات پوری کرنے کا پابند کیا وہ اس گھر میں خادمہ یا نوکرانی نہیں۔ برابر کی شریکِ زندگی ہے مگر شوہر کی بالادستی کا لحاظ رکھے تاکہ اس کی توجہ، محبت و محنت کو سہارا ملتا رہے۔

احترامِ زن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عورت کو قابل محبت قرار دیا ہے نفرت وحقارت سے عورت کو دیکھنا خلاف سنت ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے

"مجھے دُنیا میں عورت اور خوشبو سے محبت ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے" نماز فحشار ومنکر سے باز رکھتی ہے اس لئے عورت کو فحشار اور منکر کی نظر سے نہ دیکھا جائے، پردہ کا حکم اسی زاویے سے بچاؤ کے لئے ہے حیا دونوں کے لئے زیور بنایا، رقص وشراب، موسیقی وعُریانی کو حرام قرار دیا کہ جنسی ہیجان قابو میں رہے اور فحشار ومنکر پھیلنے نہ پائیں عورت کھلونا نہ بنے، لائسنس دار وبے لائسنس جسم فروش عورتوں کے بازار قائم نہ ہوں اسلام نے عورت کے تقدس اور اس کی ناموس کا احترام کیا پردہ واجب کیا۔ مردوں کو ان کی حفاظت کا پابند کیا اور مردوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا۔ محرم ونامحرم کی حد بندی کی۔ یکجائی پر قدغن لگائی اور مردوں کو عورتوں کا "قوّام" بنایا

مرد عورتوں کے محافظ، ان کے احترام کے نگران، ان کے مسائل حل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کی ذمہ داری ایک گھر، ایک شوہر اور اپنی اولاد کی دیکھ بھال ہے ان کی تربیت کو اہم ترین کام مانا گیا۔ بیوی، نکاحی ہو یا متاعی اصلاً، نوکر اور خادم نہیں، رفیق زندگی ہے۔

بے شوہر عورت

انکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و امائکم ان یکونوا فقرآء یغنھم اللہ من فضلہٖ واللہ واسع علیم (۳۲) النور

فلسفۂ ازدواج

قرآن کریم و سنت خیرالبشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نکاح کو ذریعہ نشاط اور راہ شہوت رانی سے موڑ کر، عملِ خیر اور کارِ ثواب بتایا گیا ہے نکاح سے ڈرنے اور گھر آباد کرنے سے بچنے کے جو عوامل مانے جائیں ان میں ایک عامل بہرحال غربت بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج ہی نکاح قرار دیا اور صاف صاف فرمایا کہ

۱۔ بے شوہر عورتوں کا رشتہ کر دو۔ ان کو بے شوہر نہ رہنے دو۔

۲۔ صالح غلام اور صالحہ کنیزوں کو بیاہ دو۔

۳۔ غربت کو شادی میں رکاوٹ نہ سمجھو، نکاح کے بعد غربت دور ہو جائے گی اللہ تعالیٰ روزی میں فراوانی دے گا۔

حدیث نبویؐ ہے کہ

اولاد کی زیادتی میری امت کے افراد کی زیادتی ہے اور یہ بات میرے لئے باعثِ فخر ہے۔

ازدواج کا فلسفہ

خلاصہ یہ ہوا کہ نکاح صرف شہوت رانی کے لئے

ہی نہیں، بلکہ اقتصادی بہتری اور کسب وکار ومحنت وکنبہ پروری کے لئے مفید ہے، بے شوہر عورتوں کو زندگی کا ساتھی اور سماجی بحالی کا ذریعہ ہے، عورتوں کے بے شوہر رہنے سے اخلاقی ناہمواری، گھریلو بیماری، ایک محترم جنس کا معاشرے سے قطع تعلق اور جنسی ونفسیاتی مریضوں کی فراوانی کا باعث ہے جس سے قوم اور ملک معاشرے اور حکومت، فلسفۂ زندگی اور خاندانی مسائل میں خلفشار پیدا ہوتا ہے۔
ظاہر ہے کہ کوئی نظام اس نتیجہ کو قبول کرے تو کرے اسلام اس منفی عمل کی اجازت نہیں دیتا۔

جن ملکوں میں دولت کی فراوانی، بہتر غذا اور اچھی صحت، عمدہ آب وہوا ہے جہاں مرد وزن دولت کے نقطہ نظر سے ایک دوسرے کے محتاج نہیں، جس ماحول اور سماج میں مرد عورت کی مانگ ہے جہاں عورت دائمی طور پر ایک شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، جہاں عورت مرد سے روٹی کھانا پسند نہیں کرتی جہاں مرد واقعتاً اور حقیقتاً ایک عورت پر گذر نہیں کر سکتا جہاں کثرت اولاد سماجی ضرورت ہو وہاں، قانون اگر لاجواب ہو تو یہ نظام کا نقص ثابت ہوگا یا مرد وزن کو اپنی پسند سے اقدامات کرنے کی راہ ملے گی۔

تعداد ازواج

ایک سے زائد بیوی کی ضرورت کبھی مرد کو ہوتی ہے اور اس کے وجوہ معقول اور جائز ہوتے ہیں کبھی ایک مرد کو کئی بیویاں رکھنے کا فرض سماج اور معاشرے کی طرف سے عائد ہوتا ہے عام حالات اور عام آدمی

کے لئے، ایک ضرورت یوں پیش آسکتی ہے کہ پہلی بیوی مثلاً بیمار رہتی ہے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے سے واقعاً معذور ہے، دوسری شادی کے نتیجہ میں مثلاً وہ عورت بانجھ نکلتی ہے اسے تیسری اور کبھی چوتھی بیوی کی ضرورت ہوسکتی ہے وہ نفقہ اور ضروریات پوری کرنے نیز "عدل" کے ساتھ چاروں کو آباد رکھ سکتا ہے تو شریعت یعنی قانونِ اسلام کے جواز سے وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اس کو نشانہ ملامت بنانا اور اس پر انگشت نمائی قطعاً کوئی پسندیدہ کام نہیں ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ مرد خوش حال یا غریب ہیں لیکن قحط، وبا، جنگ یا کسی حادثہ کی وجہ سے بے شوہر عورتوں کی فراوانی ہے اور مرد کم ہیں اگر اس صورت حال سے فوری نپٹنے کا انتظام نہ کیا جائے تو سماجی برائیاں پھیل جائیں گی۔ عورتیں گھر سے نکل کر بازاروں میں اور بچے لاوارث ہونے کی وجہ سے گلیوں میں نکل جائیں گے بے باپ کی اولاد اور بے شوہر بیویوں کے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے اور سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس وقت عورتوں کی طرف سے مردوں پر فرض ہوگا کہ ایک ایک زیادہ سے زیادہ عورتوں کی سربراہی کرے اور قوم کے یتیموں پر سایہ بنے۔

ایک دولت مند ملک وبا یا ناگہانی آفت یا جنگ کے بعد بیواؤں اور یتیموں کو معقول وظائف اور رہائش دے اور ایسی عورتیں اپنی ضرورت کے لئے کسی سربراہ کو تلاش کریں اور نکاح یا متعہ ان کی اس مشکل کا حل ہو تو کس قانونی سائنس کی بنیاد پر اسے روکا جاسکے گا اور اسے کون شخص آبرومند اور قانونی

سہارا نہ مانے گا۔

جنسی عمل اور عائلی زندگی کے چار ذرائع ہیں

عام حالات میں ایک مرد کے لئے یہی پسند کیا جاتا ہے کہ وہ ایک بیوی پر اکتفا کرے۔ لیکن اسے نکاح دائم سے چار بیویاں رکھنے کا حق ہے اگر واقعی ضرورت ہو تو نکاح منقطع کرے مزید ضرورت ہو تو کنیز خریدے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مالک اپنی لونڈی کسی کو ہبہ کر دے اور ہبہ کے ذریعے لونڈی حاصل کرنے والا اسے کام میں لائے۔

متعہ کی حقیقت فقہ میں

قرآن وسنت میں نکاح کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔

نکاح دائمی:۔ جس کے نتیجہ میں وراثت اور جدائی کے لئے طلاق ضروری ہے۔

نکاح منقطع:۔ جس کے نتیجہ میں وراثت اور طلاق کے بجائے مہر اور عدت کی پابندی ہے مدت سے پہلے جدائی کی شرط مدت کا ہبہ کرنا ہے۔

نکاح دائمی میں نان و نفقہ شوہر کے ذمے واجب ہے اور بیوی تمام معاملات میں شوہر کی پابند ہے شوہر حاکم ہے زوجہ محکوم، مرد کو حق طلاق ہے

زوجہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے زن و شوہر ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

نکاح منقطع میں زن و مرد باہمی رضامندی سے مدت معین کرکے عقد کریں مدت تمام ہونے پر بیوی آزاد ہے ہاں اگر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ مدتِ زائد کے لیے یا ہمیشہ کے لئے رہنا چاہیں تو متعہ یعنی نکاح منقطع کو جاری رکھ سکتے ہیں اور مدت کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں بشرطیکہ چار بیویاں پہلے سے موجود نہ ہوں۔

نکاح دائمی میں شوہر گھریلو اخراجات مکان، لباس، خوراک دوا علاج یا دوسرے ضروریات پورے کرنے کا پابند ہے نکاح منقطع میں اگر بیوی اپنی دولت کی وجہ سے یا اپنے ارادہ واختیار سے شوہر کی دستِ نگر نہیں ہونا چاہتی یا شوہر متعلقہ اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں یا وہ یہ ذمہ داری قبول نہیں کرتا اور زوجہ یہ شرط بھی نہ کرے تو متعہ واقع ہو سکتا ہے اور دونوں اخراجات میں آزاد ہیں۔

نکاح دائمی میں شوہر گھر کا حاکم ہے زوجہ محکوم ہے، مگر نکاح منقطع میں اگر آزادی شرط کر لی جائے تو دونوں حاکم و محکوم نہیں رہیں گے۔ یعنی متعہ میں آزادی کو بڑی حد تک دخل ہے اور پابندیاں باہمی رضامندی سے طے ہوتی ہیں۔

نکاح دائمی میں پسند ہو یا ناپسند دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ نکاح منقطع میں یہ حق نہیں ہوتا۔

نکاح دائمی میں زن و مرد کو منعِ حمل کا یکطرفہ حق حاصل نہیں، نکاح منقطع میں

اس کے لئے باہمی رضامندی ضروری نہیں۔

نکاح دائمی میں اگر مہر کا تذکرہ نہ ہو تو نکاح باطل نہیں ہوتا۔ لیکن متعہ میں مہر کا ذکر نہ ہو تو عقد باطل ہو جاتا ہے اور مدت کا ذکر نہ ہو تو بشرط معیّنہ نکاح دائمی ہو جاتا ہے دونوں نکاحوں کے نتیجہ میں اولاد ایک جیسی مانی جائے گی۔ نسب کی بات ہو یا حقوقِ تربیت و میراث کا معاملہ ہو۔

عقد دائمی میں بیوی کی ماں اور بہن شوہر پر حرام ہیں اسی طرح متعہ میں بھی جائز نہیں۔ دائمی نکاحی خاتون زنا کے بعد زانی پر حرام مؤید ہو جاتی ہے یہی حکم زنِ متوعہ کا ہے ما دو بہنوں کو بیک وقت دونوں نکاحوں کے ذریعے بیوی بنانا حرام ہے۔

دونوں نکاحوں میں عدّۃ ہے نکاح دائمی والی عورت طلاق کے بعد عدہ رکھتی ہے اور اس کا عدہ تین طہر یا وضع حمل تک ہے نکاح منقطع والی عورت مدت تمام ہونے یا مدت ہبہ ہونے کے بعد عدہ رکھی گی البتہ اس کا عدہ دو طہر یا ۴۵ دن یا حمل اور عدہ وفات حُرّہ کے لئے چار ماہ دس دن ہے۔

سماجی ضرورت :۔ نکاح دائمی میں چار اور نکاح منقطع میں چار اور اس سے زیادہ عقد کرنے کی اجازت اس سرمایہ دار معاشرے سے فحشاء کو روکتی ہے جہاں مرد عورت کو خریدتا ہے اور اس محتاج معاشرے سے بھی رکاوٹ ہے جہاں غربت کے ہاتھوں عورت خود فروشی کرتی ہے متعہ آبرومندانہ عقد اور احسان کی شرعی صورت ہے جس کا مقصد انسان کو فحشاء سے روکنا ہے اور واقعی طور پر عورت کو فروختنی مال سمجھنے سے منع کرنا ہے جنگ، وبا اور قحط جیسے حالات میں جب مرد کم ہو جائیں یتیم

اور بیواہوں کی تعداد زیادہ ہو یا کسی قوم و ملک میں خواتین کی اوسط خطرناک حد تک غیر متوازن ہو تو کبھی چار عورتوں سے نکاح دائمی کافی ہوتا ہے کبھی زیادہ خواتین کی سربراہی کے لئے متعہ کی ضرورت ہوتی ہے یہ ضرورت فقط ضرورت ہی نہیں بلکہ قوم کی قابلِ احترام ومحبت خواتین کی طرف سے مردوں پر بطور فرض ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اسلامی حکومت یا برادرِ مسلم افراد کو اس وقت غفلت کرنے کا حق نہیں، ورنہ معاشرے میں خوش حال وصحت مند عورتیں ناجائز عمل کریں گی اور غریب عورتیں عصمت فروشی پر مجبور رہوں گی اولاد بے والی وارث ہو کر سماج کے لئے زہر ہو گی جیسے آج دنیا کے جنسی آزادی رکھنے والے ملکوں میں ہو رہا ہے۔

کنیزیں

اسلام میں جنسی روابط کے لئے ایک اور قانونی طریقہ "ملک یمین" یا "کنیزی" ہے کنیزی کا مطلب لڑکیوں کے اغوا اور اغوا شدہ لڑکیوں کی خرید و فروخت نہیں۔ قانونِ اسلام میں اغوا بدترین جرم ہے اور آزاد شریف زادیوں کو بیچنا قابل سزا جرم ہے۔

دفاع

اسلام ایک انقلابی دین ہے اس کا فلسفہ دنیا بھر کے انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کی غلامی اور فرماں روائی سے آزاد کرانا ہے اسلام میں قوت و بندگی صرف اللہ کے لئے ہے اسلامی نظام فکر و عمل، سیاست و ریاست کا آئین قرآن اور قانونِ شریعت محمدی ہے آئین و قانون دونوں کا خالق و مؤسس اللہ عزاسمہ ہے

دین کی ترویج ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور تبلیغ و اشاعت کے لئے استدلال اور فلسفے کا تعارف ضروری اور برائیوں کے خلاف پرامن جدوجہد فرض ہے لیکن اس راہ میں طاقت کا استعمال ممنوع ہے البتہ حریف قوم یا فرد اس راہ میں رکاوٹ بنے یا بجبر تبلیغ کو روکے تو مسلمان اس رکاوٹ کو ہٹانے کی خاطر پہلے اخلاق پھر مصائب برداشت کرنے اس کے بعد جان دینے کے پابند ہیں وہ جبر و صلح، امن اور آشتی کی جان توڑ کوشش کریں گے لیکن اگر دشمن طاقت کے ذریعے "دین" کو ختم کرنا چاہیں تو ان سے مقابلہ بھی کرنا واجب ہے یہ مقابلہ دشمن کے حملے کے جواب میں ہو تو "دفاع" ہے۔

دفاع میں اسلام دشمن حکومت قوم اور گروہ کی جارحیت شرط ہے یعنی جوابی کارروائی۔ سیّد روح اللہ خمینی مدظلہ العالی قائد انقلاب اسلامی نے تحریر الوسیلہ میں لکھا ہے،۔ دفاع کی دو قسمیں ہیں۔

۱:۔ "الدفاع عن بیضۃ الاسلام و حوزۃ" یعنی اسلام اور خود اسلام سے دفاع

۲:۔ اپنی ذات یا اس جیسی چیز سے دفاع (تحریر الوسیلہ، ج ۱۔ ص ۴۸۵)

قانونِ اسلام میں جب کوئی قوت مسلمان آبادی یا مملکت کی سرحد پر تسلّط حاصل کر کے حدودِ اسلام اور اسلامی نظام اور معاشرے کو تباہ کرنا چاہے تو وہاں کے لوگوں کو ہر ممکن ذریعے سے دشمن کو دھکیلنے کا حق واجب ہے اور اسے کوئی فلسفہ و قانون غلط نہیں سمجھتا، بلکہ بین الاقوامی و عقلی ضابطہ "حفاظت خود اختیاری" اسے درست مانتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ چور، ڈاکو یا اور ایسے حملہ آور کو روکنا اور اس کے

خلاف جوابی کارروائی بھی صحیح ہے جو کسی کی جان و مال یا آبرو پر حملہ آور ہو (تفصیلات کے لئے دیکھئے تحریر الوسیلہ)

اس دفاع کے حدود و قوانین و ضوابط ہیں۔ اس میں دشمن کے مال لوٹنے اور قیدیوں کو غلام بنانے کے بارے میں بڑی نزاکتیں ہیں یہ جنگ " دفاع " ہے اس میں فتح و شکست کا مفہوم بھی۔ جہاد سے مختلف ہے۔

جہاد

جنگ جسے عربی میں "حرب" اور انگریزی میں "وار" کہتے ہیں ان لفظوں کا مفہوم بعینہ "جہاد" کے معنوں کو ادا نہیں کرتا۔ دراصل "صلوۃ و صوم" و حج "کی طرح" جہاد " بھی ایک اسلامی قانونی اصلاح ہے جو کبھی اسلحہ سے لڑی جانے والی چیز ہے کبھی کردار و تبلیغ سے اس کا تعلق ہوتا ہے کبھی اپنی ذات سے اور کبھی دشمن اسلام سے مقابلے اور اسلحہ سے جنگ کا مخصوص انداز ہے

جہاد، جدوجہد، کوشش و کاوش اور اس سعی مسلسل کا نام ہے جو " دین اللہ " کے ہمہ جہات پھیلانے کے لئے کی جائے اپنے اوپر اس فلسفہ و قانون کے نافذ کرنے کا نام " جہاد بالنفس " ہے مال کو اس راہ میں خرچ کرنے کا نام " جہاد بالمال " ہے یہ " جہاد " ذاتی، گروہی اور قومی، نجی مسائل کے لئے نہیں ہوتا یہ عمل صرف " فی سبیل اللہ " ہوتا ہے اور اسلام کی عبادتوں میں یہ سب سے بڑی اور آخری عبادت ہے۔

جہاد کی تعریف ہے :۔

ا:۔ بذل النفس والمال فی محاربۃ المشرکین اوالباغین علی الوجہ المخصوص۔
(حاشیہ شرح لمعہ)

مشرکین یا باغیوں سے جنگ میں امکانات (قوت، اسلحہ وغیرہ) اور نفس و مال خرچ کرنا۔

۲۔ جہاد کی قیادت و حکم کا حق نبی و امام کو ہے یا اس شخص کو جسے ان دونوں میں سے ایک خاص اپنی نیابت دے دے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کی ہر جنگ "جہاد فی سبیل اللہ" نہیں کہی جا سکتی۔

جہاد میں دشمنوں کے قبضہ میں آیا ہوا مال "غنیمت" یا "فَے" ہے اور قیدی حسب الحکم غلام یا کنیز۔ قیدی عورتوں کے بارے میں ہے کہ جب وہ کسی شخص کو دی جائیں تو اس شخص کو بغیر نکاح و صیغۂ عقد اس سے جنسی عمل کی اجازت ہے مگر حاملہ کنیز جب تک ولادت سے فارغ نہ ہو اور غیر حاملہ جب تک طہر نہ گذارے ہم بستری کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی۔

اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ "لونڈی" یا کنیز بہ آسانی حاصل ہونے والی بیوی نہیں ہے اصل کنیز جنگی قیدی ہوتی ہے اس عورت کے یہاں اگر آزاد مرد سے بچہ ہو جائے تو بچہ آزاد اور لونڈی وراثتِ پدرِ اولاد کے بقدر آزاد ہو کر غلامی سے تدریجی نجات حاصل کر لیتی ہے ہاں، غلام اور لونڈی کے نتیجہ میں اولاد آزاد نہیں ہوتی۔ اور اس سلسلہ میں غلام و کنیز کا ایک مختصر سلسلہ حالات اور خاص مقامات اور خاص دَور میں قابل بحث ہو سکتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام نے غلام و کنیز کی آزادی کے اتنے طریقے وضع کیے ہیں جن کی مثال اور کسی قانون میں پہلے سے موجود نہ تھی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلامی قانون اور اس کے مصادر، خصوصاً کتاب وسنت کی بنیاد پر کسی عورت سے جائز جنسی عمل کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ نکاح دائمی (نکاح)

۲۔ نکاح منقطع (متعہ)

۳۔ کنیزی یعنی ملکِ یمین

غلط فہمیاں، اعتراض اور بحث وہ لوگ تو پھیلا سکتے ہیں جو فلسفۂ قانون اسلام اور شریعت سے بدظن ہوں یا اسے اپنی پسند کے مطابق دیکھنا چاہیں لیکن جو لوگ شریعت کے احکام کو اسلامی سماج اور انسانی فلاح و بہبود کے لئے کامل و مکمل سمجھتے ہیں وہ یا فتوائے مجتہد سے مطمئن ہو جاتے ہیں یا کتاب وسنت کا حوالہ دیکھ کر قانونِ شریعت کے صحیح ہونے پر یقین کر لیتے ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ میں فقہائے امت کے مختلف چند مسئلہ متعہ پر اس لئے گفتگو کی گئی ہے کہ بعض اوقات کچھ حضرات نے اس موضوع پر بحث وجدل کے ذریعے باہمی اتحاد کو اختلاف و انتشار میں بدلنے کا شاخسانہ بنا لیا ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ دوستوں کے حملے اور دشمنوں کے جھگڑے سے بچ کر اصل موضوع کا ایک مطالعہ اہل دانش وبینش کے سامنے پیش کر دیں کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔

اس وقت پوری دنیا میں وحدت اسلامی کی ضرورت بہت شدید ہے۔ اس دور میں باہمی کدورت کی بنیاد پر فقہی دبستانوں کو مجموعی طور پر تسلیم کر لینا اسلام اور مسلمانوں کے لئے بے حد مفید اور اقوام و افکار عالم سے مقابلے کے لئے

مشترکہ جد وجہد انتہائی واجب ہے۔

جب اسلام کے چار دبستانِ فقہ دنیا میں ملتے جا رہے ہیں تو پانچواں دبستان تسلیم نہ کرنا غیر معقول بات ہے۔

پانچوں فقہی دبستان "ما جاء بہ النبیُّ الخاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو حق جانتے اور مانتے ہیں۔ اس لئے فراخ حوصلگی اور اسلامی اخوت نیز دشمن کی تیاری اور حملے کے پیش نظر مفاہمت و برداشت سے کام لینا دیانت و سیاست اور دفاع کے لئے اہم ترین فریضہ ہے۔

اللہ ہمیں خدمتِ دینِ اسلام اور ملت اسلامیہ کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علی عباد اللہ الصالحین۔

۱۴/دسمبر ۱۹۸۵ء

یکم ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

شنبہ

نصِّ کتاب

قرآنِ کریم کی سند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ
غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ
فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ
الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (٢٤) النساء

ترجمہ :۔ شوہر والی عورتیں حرام ہیں مگر وہ عورتیں جو تمہارے قبضہ میں آجائیں اللہ کا یہ تم پر حکم ہے اور ان کے سوا سب عورتیں جائز ہیں بشرطیکہ بدکاری کے لیے نہیں بلکہ پاک دامنی کے ساتھ، اپنے مال کے بدلے نکاح کرنا چاہو، ہاں، جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو انہیں معین کیا ہوا مہر ادا کرو اور مقررہ مدّت تمام ہونے کے بعد اگر تم باہمی رضامندی سے کچھ طے کر لو تو کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ خوب اچھی طرح باخبر اور مصلحتوں کو جاننے والا ہے۔

(آیت/۲۴)

بحث لغت وصرف ونحو مُحصِنٰتُ ، حصن ، قلعہ ۔ احصان ، غیر سے بچانا ۔ مُحصِن ۔ بچانے والا ، پاک دامن مرد ، اپنی شرمگاہ کو غیر عورت سے بچانے والا مونث مُحصِنَہ ، عفیفہ ۔ پاک دامن عورت ۔ وہ عورت جس کا شوہر موجود ہو ۔ محصنہ کی جمع ہے محصنات ۔ کتاب اللہ ۔ مفعول مطلق ہے یعنی کتب اللہ علیکم کتاباً " کَتَبَ ، فرض کیا ۔ لازم کیا ۔ حکم دیا ، کتاب اللہ کے معنی اللہ کی طرف سے عائد شدہ احکام ، مسافح ، بدکار ۔ سفاح ۔ ضدِ نکاح ۔ ملکت ایمانکم ۔ وہ عورتیں جو تمہاری ملکیت میں آجائیں جنگ میں "اسیر" ہو کر

استمتعتم ۔ طلبتم المتعہ ۔ تم نے متعہ کرنا چاہا تم متعہ کرنا چاہتے ہو جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے " انہ قد اذن لکم ان تستمتعوا فاستمتعوا " اللہ کی طرف سے تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی جاچکی ہے لہذا متعہ کرو " امام بخاری نے یہ حدیث جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن اکوع سے نقل کی ہے دیکھئے الصحیح (پارہ ۲۱) کتاب النکاح ، باب نہی رسول اللہؐ عن نکاح المتعہ ۔ نیز الصحیح ، المسلم کتاب النکاح باب النکاح المتعہ ، ص ۵۳۵ طبع عیسی البابی مصر ، بلا تاریخ ۔ جلد اوّل

فما استمتعتم بہ " میں ضمیر ۔ بہ " واحل لکم ورا ء ذلکم " کے مفہوم میں ۔ نیکی فائدہ و استفادہ ۔ کی طرف راجع ہے اور " فما " کی ۔ ما ۔ توقیت کے لئے ہے اور "منھن " متعلق ہے " استمتعتم " سے ۔ اس آیت کے معنی ہوئے فمھما استمتعتم بالنیل منھن فآتوھن اجورھن من فریضۃ "

دوسرے لفظوں میں یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ۔ ما ۔ موصولہ ہو اور اس کا صلہ ہو

"استمتعتم" اور "بہ" کی ضمیر ماء موصولہ کی طرف راجع ہو۔ اور "منهن" موصول کا بیان ہو۔
اس بنا پر معنے یوں گے ومن استمتعتم بہ من النساء

پورا جملہ۔ فما استمتعتم...... الخ۔ سابقہ جملہ پر "ف" کی وجہ سے کل پر بعض
کی تفریع ہے کیونکہ ـــ ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ نکاح اور
ملکِ یمین (کل) پر مشتمل ہے۔ چونکہ متعہ، نکاح کی ایک قسم ہے اس لئے مَقسَم پر
اس کی قسم یعنی کل پر بعض، یا کلّی پر قسمِ جزئی کی تفریع ہو گی جو قرآنِ مجید کا عام انداز ہے

البقرہ/۱۸۴۔ ایاما معدودات فمن کان مریضا او علی سفر......

البقرہ/۱۹۶۔ فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج

البقرہ/۲۵۶۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر
بالطاغوت ویومن باللّٰہ....... دو

تاریخ :۔ سورۃ النساء کی اکثر ابتدائی آیتیں بعد ہجرت ابتدائی مدنی دور
میں نازل ہوئی ہیں اس لئے حلّتِ متعہ جو آیت کا ظاہری منطوق ہے مدنی احکام کے
ابتدائی قوانین سے متعلق ہے (المیزان باضافہ)

بیانِ حکم

دائمی طور پر حرام عورتوں کا حکم بیان کرنے کے بعد ان
عورتوں کا حکم آرہا ہے جو عارضی طور پر حرام ہیں

د :۔ کسی بہن کے حبالۂ عقد میں لانے کے بعد اس کی بہن کے ساتھ عقد باطل ہے
دو بہنیں ایک ساتھ ایک شخص کی تزویج میں نہیں آسکتیں۔

ب:۔ شوہر دار عورتیں دو قسم کی ہیں پہلے وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ ہیں دوسری وہ عورتیں جو کافر شوہروں کے عقد میں تھیں اور غزوہ وجہاد میں قید ہو گئیں پہلی قسم کی عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا جب تک پہلا شوہر طلاق نہ دیدے دوسری قسم کی عورتوں سے ایک طہر یا وضع حمل کے بعد بطور کنیز تعلقات جنسی جائز ہیں

اُحِلَّ لکم ما وراء ذالکم۔ بیان شدہ عورتوں کے علاوہ، عورتوں سے نکاح جائز ہے لیکن حلال کا مطلب، عیاشی و بدمستی ہرگز نہیں۔ بلکہ زن و مرد کو عفت و پاک دامنی و حیا کا خیال رکھنا چاہیئے۔

نصِّ متعہ

فما استمتعتم بہ منھن۔ تو ان میں سے جن کے ساتھ تم متعہ کرو۔ فاٰتوھُنَّ اجورَھنَّ فریضۃً۔ تو ان کے مہر جو مقرر (فرض وواجب) ہوں وہ انہیں ادا کرو۔ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مقرّرہ مہر کے بعد تم دوبارہ سمجھوتہ کر لو۔ یعنی مدت تمام ہونے کے بعد دوبارہ متعہ یا نکاح دائمی کر لو۔ متعہ دراصل عقد دائم اور کنیزی کے درمیان ایک قانونی جواز ہے۔

متعہ کسے کہتے ہیں

شارحین صحیح بخاری کے افادات کا خلاصہ مولانا احمد علی سہارن پوری کی لفظوں میں یہ ہے ھوالنکاح المؤقت بیوم دنحوہ دفراقہا یحصل بالقضاء الاجل من غیر طلاق " اس کا مطلب مولانا عبدالحق حقانی

کے الفاظ میں "متعہ ایک قسم کا نکاح ہے جس میں مرد عورت کو کسی مقدار معین مال سے ایک مدت معین تک اپنے پاس رکھے اور ایجاب و قبول اس میں بھی شرط ہے پھر اس کو رنڈی بازی کہنا فضول ہے "

(تفسیر حقانی، طبع دہلی، آیت زیرِ نظر)

سیّد روح اللہ الخمینی نے تحریر الوسیلہ میں لکھا ہے ؛۔ نکاح منقطع و متعہ اور نکاح مؤجّل "مسئلہ ا۔ نکاح منقطع، دائم کی طرح ایسے عقد کا محتاج ہے جس میں ایجاب و قبول کی دو لفظیں ہوں فقط فریقین کی جذباتی رضامندی یا معاملہ بندی یا تحریر یا اشارہ کافی نہیں" (تحریر الوسیلہ، کتاب النکاح، عربی، ترجمہ عبارت میں لے کیا ہے)

حدودِ متعہ | شیخ عبد الحسین احمد امینی نے کتاب الغدیر میں فریقین کے محدثین و فقہا کے افکار کا خلاصہ یوں لکھا ہے ۔

" اسلامی فرقے اصولِ متعہ و حدود پر متفق ہیں جن کی تفصیل کتابوں میں مذکور ہے اس بارے میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں ۔

۱:۔ اجر۔ مہر (قرآن نے متعدد بار مہر کو اجر و اجور کہا ہے)

۲:۔ مدّت

۳:۔ عقد۔ ایجاب و قبول (معین صیغے ہیں)

۴:۔ مدت عقد گذرنے یا معاف کرنے سے جُدائی۔

۵:- عِدّہ

۶:- عدم میراث

۷:- درصورت اولاد، باپ کا جائز فرزند یا دختر ہونا۔

جواز کی سندیں

احکام شرع ہمیشہ کتاب وسنت، اجماع و عقل یا قیاس سے ثابت ہوتے ہیں جواز متعہ پر بھی یہ دلائل موجود ہیں

۱:- قرآن کریم میں زیر نظر آیت باتفاق اکثر محدثین وفقہا، متعہ کا حکم دیتی ہے۔

نصِّ سُنّت

شیعہ احادیث

شیعہ احادیث

شیخ مفیدؒ نے رسالۃ المتعہ میں لکھا ہے، حضرت علیؑ اور تمام آئمہ علیہم السلام سے متعہ مباح ہونے کی روائتیں ہیں (وسائل، ابواب المتعہ، باب اباحتہا جلد، صفحہ ۴۴۰)

شیخ صدوقؒ نے امام رضا علیہ السلام سے "من لا یحضرہ الفقیہ" میں روایت کی ہے کہ "متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال کیا اور رحلت تک حرام نہیں فرمایا (وسائل صفحہ ۴۳۸)

بروایتِ صدوقؒ، حضرت علی علیہ السلام نے کوفے میں، بنی نہشل کی ایک خاتون سے متعہ فرمایا (وسائل صفحہ ۴۴۰)

تفسیر ابونصر، عیاشی میں بذیلِ آیت زیرِ نظر ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جابر بن عبداللہ نے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوے میں تھے آنحضرت نے متعہ کو حلال فرمایا پھر اسے حرام نہیں کیا اور حضرت علیؑ نے فرمایا اگر حضرت عمر پیش قدمی نہ کرتے تو زنانہ کرتے مگر معدودے چند لوگ اور ابنِ عباس کہتے تھے، فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّٰی فآتوھنّ اجورھنّ فریضۃ، اور یہ لوگ متعہ کا انکار کرتے ہیں درآں حالے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حلال فرمایا پھر حرام نہیں کیا۔ (التفسیر ج ۱ ص ۲۳۳)

جابر بن عبداللہ نے کہا ہم زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں مٹھی بھر کھجور اور آٹے پر متعہ کرتے تھے حضرت ابوبکر کے زمانے اور ممانعتِ حضرتِ عمر تک، یہی رہا۔ (ا یح صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۳۵ نیز زاد المعاد ابن قیم بحوالۂ الغدیر ج ۶ ص ۲۰۶)

کتاب وسنت کی ان اسناد پر بنا کر کے شیعوں کے نزدیک متعہ حرام نہیں ہے اس جواز پر اجماع بھی ہے اور عقل کی دلیل بھی، اگرچہ آخری دونوں دلیلوں کی ضرورت کتاب وسنت کے بعد باقی نہیں رہتی۔ لیکن تائید مزید کے لئے ان سے رجوع میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

برادرانِ اہلِ سُنّت کے مصادر کا مُطالعہ

مصاحفِ صحابہ

ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سجستانی متوفی ۳۱۶ھ کی انتہائی اہم کتاب "المصاحف" آرتھر جیفرے کی تصحیح سے لیدن، بریل، پھر مصر سے ۱۹۳۶ء میں چھپی ہے اس کتاب میں زیر نظر آیت کے بارے میں درج ذیل روایات قابل توجہ ہیں۔

● مصحف ابی بن کعب :۔

۱۔ ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث کی نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی۔ ابو احمد سے عیسیٰ بن عمرو بن مرہ نے سعید بن جبیر سے :۔ "فما استمتعتم به منهن الیٰ اجل مسمّیً" ابی بن کعب کی قرأت تھی (المصاحف صفحہ ۵۳) اسی قرأت کو طبری نے اپنے سلسلے سے نقل کیا ہے کہ حدثنی المثنیٰ۔ ابونعیم عیسیٰ بن عمر القاری الاسدی انه سمع سعید بن جبیر یقرا "فما استمتعتم به منهن الیٰ اجل مسمّیً فآتوهن اجورهن" (تفسیر ج ۸ ص ۱۷۸)، سیوطی نے درمنثور میں کہا ہے۔ اخرج عبد بن حمید۔ و۔ ابن جریر۔ قتادہ۔ فی قرأت ابی بن کعب ...... نیز بحوالہ کتاب المصاحف بدون سند یہ روایت نقل کی ہے (ج ۲ ص ۱۴۰)

● مصحف عبداللہ بن عباس

۲۔ عبداللہ ← محمد بن زکریا ← ابورجاء ← اسرائیل ← ابی اسحاق ← عمیر بن بریم ← ابن عباس "فما استمتعتم به منهن الیٰ اجل مسمّیً" (کتاب المصاحف، طبع الرحمانیہ مصر ۱۹۳۶ء / ۱۳۵۵ھ

۳۔ ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بن اشعث ← اسید بن عاصم ← حسین ← سفیان ←

ابی اسحاق ۔ ابی ھلال ۔ ابن عباس ۔۔۔۔۔ (ص ۸۱)

۴ ۔ عبداللہ ۔ محمد بن بشار ۔ شعبہ ۔ ابواسحق ۔ عمیر بن بریم ۔ سمع ابن عباس یقول فی ھذہ الآیۃ فما استمتعتم بہ منھن الیٰ اجل مسمّیٰ

۵ ۔ عبداللہ ۔ حماد بن حسن الورّاق ۔ حجاج بن نصیر ۔ شعبہ ۔ ابواسحاق ۔ ھبیرہ ابن عباس ۔ کان یقرء ۔۔۔۔۔۔۔

۶ ۔ عبداللہ ۔ حماد بن حسن ۔ حجاج یعنی ابن نصیر ۔ شعبہ ۔ ابی مسلمۃ ۔ ابی نضرہ ۔ قرأتِ علیٰ ابن عباس " فما استمتعتم بہ منھن " تو ابن عباس نے کہا " الیٰ اجل مسمّیٰ " اس نے کہا اس تو نہیں پڑھتے ۔ ابنِ عباس نے کہا واللہ آیت اس کے ساتھ اتری ، تین مرتبہ یہی بات دھرائی (ص ۸۱)

بقول سیوطی ۔ عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن الانباری نے " المصاحف " میں اور حاکم نے سندِ ابی نضرہ کی صحت تسلیم کی ہے ابنِ عباس ۔۔۔ (الدر المنثور ص ۱۴۰)

طبری نے آیت زیر نظر پر روایات لکھنے کے بعد دو نوٹ لکھے ہیں ۔

۱ ۔ متعہ نکاح غیر صحیح ہے موصوف اپنی کتابوں میں دلیل دے چکے ہیں

۲ ۔ ابی ابنِ کعب و ابن عباس کی قرأت اسناد اول مصاحف کے خلاف ہے اور جب تک خبر قاطع نہ ہو کسی کو مصحف میں الحاق کرنے کی اجازت نہیں ہے (ص ۱۷۹ ، جلد)

پہلی بات کا جواب قائلین جواز میں دے چکے ہیں نیز قائلین اباحت میں آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کے علاوہ اٹھارہ صحابی و فقہا کے نام آگے آئیں گے ۔

قرأت کا مطلب :۔ دوسری بات کا یہ جواب ہے کہ قرآۃ ، کا مطلب

متن آیت میں اضافہ نہیں، بلکہ اصل متن آیت کا تفسیری جملہ اور اس کا واضح اشارہ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس طرح کی مثالوں کیلئے سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ کی وہ تالیف قدیم ملاحظہ ہو جسے امتیاز علی خان نے "تفسیر القرآن الکریم" کے نام سے ۱۳۸۵ھ میں رامپور ہندوستان سے قدیم ترین قلمی نسخے کی بنیاد پر شائع کیا ہے۔

کیا آیت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے؟

آئمہ اہلبیتؑ منسوخ نہیں مانتے۔

آئمہ اہلبیت علیہم السلام اس آیت یا اس کے متعلقہ جز کو منسوخ نہیں مانتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو بصیر کے سوال پر فرمایا۔ قرآن میں متعہ کا حکم ہے فما استمتعتم بہ منھن.........

اور حضرت ہی نے عبداللہ عمیر لیثی کے جواب میں فرمایا، متعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے حلال کیا۔ اب وہ قیامت تک حلال ہے (الکافی، الفروع، کتاب النکاح) اسی بنا پر مفسرین و محدثین و فقہاء امامیہ نسخ آیت کے قائل نہیں ہیں۔

ابن حزم، نیز مؤطا امام مالک اور صحیح مسلم جیسی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ متعہ عہد نبوی میں ہوتا رہا۔ ابن مسعود و معاویہ و ابو سعید و ابن عباس و جابر جیسے متعدد اصحاب کے بقول متعہ کا حکم حلت آنحضرتؐ کی پوری حیات مبارکہ اور عہد حضرت ابوبکر کے آخری عہد تک زیر عمل رہا۔ تابعین میں طاؤس، سعید بن جبیر و عطا

اور تمام فقہا مکہ عدمِ نسخ کے قائل تھے فقہا میں مرغینانی نے امام مالک اور ابنِ کثیر نے احمد بن حنبل کی طرف قولِ جواز کی نسبت دی ہے۔

عُلمائے اہلسنت نسخ کے قائل ہیں

لیکن عموماً فقہا و محدثین اہلسنت کہتے ہیں کہ حکمِ جواز متعہ دو مرتبہ حرمت سے بدلا گیا اور باعتبار روایات آخری مرتبہ رسول اللہؐ نے حج آخر میں بابِ کعبہ یا حرم کے پاس حرام کیا۔

پھر قرآن کی چند آیتوں کو ناسخ بنایا گیا۔ مثلاً

۱۔ یاایھا النبیُّ اذا طلقتم النسآء فطلقو من بعدتھن (الطلاق/۱)

"اے نبیؐ! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دیں تو ان کے عدّے تک ان کا طلاق رکھو۔

ظاہر ہے کہ متعہ میں عدہ واجب ہے اور مُدّتِ نکاح کا تمام ہونا طلاق کے حکم میں ہے اور جو لوگ متعہ کو جائز سمجھتے ہیں وہ عدّہ بھی واجب مانتے ہیں نیز اس دلیل کو ابنِ عباس کی طرف منسوب کرنا، کتب حدیث و تاریخ کے خلاف ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حکم متعہ کے خلاف حکم نسخ سورۂ مومنون کی درج ذیل آیتیں ہیں۔

"والذین ھم لفروجھم حافظون (۵) الا علیٰ ازواجھم اوما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین (۶) فمن ابتغیٰ ورآء ذلک فاُولٰئک ھم العادون" (۷)، یعنی فلاح یافتہ ہیں وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کے محافظ ہیں

انکی بیویاں اور لونڈیاں مُستثنیٰ ہیں اور اس میں وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں اس کے علاوہ جستجو کرنے والا، حد سے آگے بڑھنے والوں میں ہے

کہتے ہیں کہ یہ آیت محمد بن ادریس شافعی نے ناسخ مانی ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ آیات مکی ہیں اور سورۂ نسا کی آیت بہ اتفاق مدنی۔ دوسری بات ہے ازواج۔ کا کلمہ۔ بلا اختلاف۔ متعہ۔ عقدِ نکاح ہے ایجاب وقبول ومہر اس میں لازم ہے اس لئے ممتوعہ کو منکوحہ کی طرح ازواج ہی کہا جاتا ہے اور آیت اس کی اجازت دے رہی ہے۔ حرمت المتعہ۔ کہاں سے سمجھا گیا (التمہید) تفسیر المنار میں خواہ مخواہ حضرت عمر کا تذکرہ چھیڑا گیا کہ انہوں نے حرمت کا حکم نہیں دیا بلکہ بیان و نفاذ حکم فرمایا ہے کیونکہ متعہ "خلافِ احصان" ہے حالانکہ با اتفاقِ محدثین متعہ عہد سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعہد ابوبکر میں رائج رہا اور آج بھی جائز مانا جارہا ہے۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کا ایک خیال

بعض لوگوں نے متعہ کی حرمت بھی اس آیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان کا استدلال ہے کہ ممتوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں داخل ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں۔ لونڈی تو وہ ظاہر ہے کہ نہیں ہے اور بیوی اس لئے نہیں کہ زوجیت کے لئے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا وہ نہ مرد کی وارث ہوتی ہے نہ مرد اس کا وارث ہوتا ہے نہ اس کے لئے عدّت ہے نہ طلاق، نہ نفقہ نہ ایلا اور ظہار و

لعان وغیرہ بلکہ چار بیویاں کی مقررہ حد سے وہ مستثنیٰ ہے۔ پس جب وہ "بیوی" اور "لونڈی" دونوں کی تعریف میں نہیں آتی تو لامحالہ وہ ان کے علاوہ "کچھ اور" میں شمار ہو گی جس کے طالب کو قرآن حد سے گذرنے والا قرار دیتا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ آیت تحریم کے بارے میں صریح نہیں ہے اور اس سے تحریم پر استدلال ان ثابت شدہ احادیث کے بھی خلاف ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے زمانے میں اس کو حرام قرار دیا اگر یہ مان لیا جائے کہ حرمتِ متعہ کا حکم قرآن کی اس آیت میں آچکا تھا اور ہجرت سے کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی تو کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے فتح مکہ تک جائز رکھتے لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ متعہ کی حرمت قرآن کے کسی صریح حکم پر نہیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر مبنی ہے سنت میں اس کی صراحت نہ ہوتی تو محض اس آیت کی بنا پر تحریم کا فیصلہ کر دینا مشکل تھا۔

متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سُنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث و مناظرے نے بے جا شدت پیدا کر دی ہے ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ایسے حالات میں زنا کی نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے ....،

یہ عبارت ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور ماہ اگست ۱۹۵۵ء میں بالاقساط

چھپنے والی تفسیر میں درج تھی لیکن جب سورۂ مومنون کی ان آیات (نمبر ۵، ۶) تفہیم القرآن میں چھپی تو ہمارا نقل کردہ پیراگراف حذف کر دیا اور متعہ پراسی سخت و درشت اور گرمی ہوئی زبان میں طویل گفتگو فرمائی ہے جو ...... کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو" تفہیم القرآن جلد سوم، طبع چہارم، ستمبر ۱۹۸۴ء، لاہور

اس کا سبب ترجمان القرآن میں شائع شدہ عبارت پر انتہا پسند حضرات کا غصہ تھا

مودودی صاحب کا دوسرا خیال

فمن ابتغیٰ ورآء ذٰلک فاولئک هم العٰدون کے حاشیہ میں مولانا نے چار نکتوں پر بحث کی ہے آخری نکتہ متعہ پر موصوف نے کہا:۔

• "یہ استدلال بہت قوی ہے مگر اس میں کمزوری کا ایک پہلو ایسا ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ متعہ کی حرمت کے بارے میں یہ آیت ناطق ہے وہ پہلو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی حرمت کا آخری اور قطعی حکم فتح مکہ کے سال دیا ہے اور اس سے پہلے اجازت کے ثبوت صحیح اجازت میں پائے جاتے ہیں۔

(ب) "اس کی حرمت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہٰذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمر نے حرام کیا درست نہیں"

(ج) شیعہ حضرات نے متعہ کو مطلقاً مباح ٹھہرانے کا جو مسلک اختیار کیا ہے اس کے لئے تو بہرحال نصوص کتاب وسنت میں سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے"

(د) "اس سوال کو نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ابن عباس اور ان کے ہم خیال

چند گنے چنے اصحاب نے اس مسلک سے رجوع کر لیا تھا یا نہیں تو ان کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ بحالتِ اضطرار تک جا سکتا ہے مطلقِ اباحت اور بلا ضرورت تمتع، حتیٰ کہ منکوحہ بیویوں تک کی موجودگی میں ممتوعات سے استفادہ کرنا تو ایک ایسی آزادی ہے جسے ذوقِ سلیم بھی گوارا نہیں کرتا، کجا کہ اسے شریعت محمدیہ کی طرف منسوب کیا جائے"

ایک صفحے سے زیادہ عبارت میں مولانا مودودی صاحب کا ذہنی انتشار اور جارحانہ انداز کھلتا گیا آخر میں اشتعال انگیزی، بہتان طرازی اور جھوٹے پروپیگنڈے کی حد ختم کر دی۔ ہم ان باتوں کا جواب دینا کرامت کے خلاف سمجھتے ہیں البتہ مولانا نے استدلال کے ذیل میں مختصر جواب ضرور دیں گے۔

الف:۔ مولانا نے بنیادی بات بادلِ نخواستہ مان لی کہ سورۂ مومنون کی پانچویں چھٹی اور ساتویں آیت سے حرمت متعہ ثابت نہیں ہوتی اور اس سے پہلے اجازت کے ثبوت صحیح احادیث میں پائے جاتے ہیں"

ب:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا؟ یہ سوال یا دعوے چونکہ قرآن کریم سے ثابت نہیں لہٰذا مجامع حدیث اور محدثین سے رجوع کرنا ضروری ہے اتفاقاً ماخذ اوّلیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطعی السند روایت اور اصحاب کا مجمع علیہ عمل موجود نہیں۔ بلکہ صحابہ متعہ الحج و متعہ النکاح کرتے اور اسے مباح جانتے نظر آتے ہیں البتہ حضرت عمر اور ان کے ہم خیالی یا زیر اثر حضرات نے دونوں متعہ کو ناجائز مانتے تھے ان میں حضرت ابن عباس کا مسلک مولانا نے بھی یہی لکھا ہے، دراصل محدثین و مفسرین و مؤرخین نے احترام کے باوجود حضرت عمر کے خطبے

کی یہ بات نقل کر ہی دی ہے۔

"متعتان کانتا علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا انھی منھما واعاقب علیھما" (تفسیر کبیر، فخرالدین رازی)

عہدِ نبی خاتم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم میں متعۃ الحج اور متعۃ النساء مباح تھے میں ان دونوں کی ممانعت کرتا ہوں اور دونوں متعہ کرنے والوں کو سزا دوں گا۔

جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء "فصل فی اولیات عمرؓ" میں آٹھویں اولیت بہ این الفاظ لکھی ہے

"اوّل من حرم المتعتہ" حضرت نے پہلی مرتبہ متعہ کو حرام کیا۔

اگر مولانا اس کو نہیں مانتے تو سب اس کے پابند نہیں ہیں

ج۔ مذکورہ بالا، احادیث کے بعد اور قرآن مجید کی واضح آیت کے ہوتے ہوئے نیز موصوف کی بحثِ مستزاد کی روشنی میں، بہرحال کتاب وسنت میں سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔" اور اس رائے کے بعد پھر یہ بھی فرمایا۔

"توان کے مسلک کو اختیار کرنے وال زیادہ سے زیادہ بحالتِ اضطرار تک جا سکتا ہے"

د۔ سوال یہ ہے کہ جب "نصوص کتاب و سنت میں سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے" تو بحالت اضطرار تک جانے کی ضرورت کیا ہے۔ بحالتِ اضطرار تو حرام، حرام رہتے ہوئے، مباح ہو جاتا ہے۔ منکوحہ بیویوں کی موجودگی میں ممنوعات سے استفادہ اور اس پر "بلا ضرورت" کا اضافہ، مناظرے والی بات ہے۔ ورنہ سب جانتے ہیں کہ غیر معین ملک یمین ،

یکے بعد دیگرے چار بیویوں کو نکاح میں رکھنا۔ مباح ہے اس پر اس قسم کی موشگافی "ذوق سلیم" کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

زنان بازاری، غریب لوگوں کی بیٹیاں، شریف آدمی کے لئے ناگواری — جیسی باتوں کے جواب میں عرض ہے کہ اتفاقاً، دولت مند، خوش خوراک و خوش پوش تمدن رکھنے والے طبقوں اور اس ماحول میں جہاں عورت مرد کی دست نگر روزی خواہ بننے کو اپنی توہین سمجھتی ہوں یا پھر ان اسلامی ملکوں میں جہاں جنگ لڑائیاں ہو رہی ہوں مثلاً آج کل چار ملک اس آزمائش سے گذر رہے ہیں ان لڑائیوں میں جوان مرد اور خاندانوں کے سربراہوں کی جانفروشیوں کی وجہ سے جو محترم ناموس ہے اس کے بارے میں یا قانون کوئی راستہ نکالے یا سماج کے زہریلے اثرات کو قبول کرے؟ ایک اہم سوال، ایک اہم مسئلہ ہے۔ یہاں نہ کنیزی جائز ہے نہ بیواؤں اور بن بیاہیوں کے لئے کوئی اور راستہ ہے اگر اسلام متعہ کو جائز قرار دیتا ہے تو بدکاری جیسی مذموم رو بارک سکتی ہے ورنہ تباہی کی روک کوئی نہیں۔

قانون کے فلسفے کے ماہر حضرات اس بات کو کما حقہٗ جانتے ہیں ورنہ ضد کا جواب خاموشی کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

۱۳۔ نحاس نے کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں سورۃ النساء کی بارہویں آیت کو آیت متعہ کا ناسخ مانا ہے، آیت ہے

"ولکم نصف ما ترک ازواجکم" اور تمہاری بیویاں جو ترکہ چھوڑیں اس میں نصف تمہارا ہے۔

چونکہ ممتوعہ کی وارثت نہیں لہذا وہ زوجہ نہیں۔ جواب میں عرض ہے کہ "بیوی" کی تعریف محلِ بحث ہے ہی نہیں نہ یہ آیت اس کے حدود بتا رہی ہے دراصل نکاح "عقود و معاملات" میں شمار ہوتا ہے۔ عقود میں ایجاب و قبول بنیادی شرط ہے ممتوعہ سے ایجاب و قبول ہوا ہے طلاق و میراث و مہر و عدہ میں بحث اس وقت ہوتی جب عقد نکاح کا نام اور دائرہ ایک ہوتا۔ حالانکہ اب تک جو گفتگو ہو چکی ہے اس سے کم از کم اتنا تو بلا اختلاف ثابت ہو گیا کہ "متعہ" موضوع شرع ہے اس کا حکمِ جواز بھی موجود تھا یا آج بھی ہے۔ سوچئے کہ جب شارع علیہ السلام نے حکمِ جواز دیا تو میراث بھی مقرر کی تھی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے تو اول مرحلہ میں بلا شرط میراث بیوی ماننے کے بعد یہ کہنا کہ چونکہ وہ وارثت میں نہیں آتی لہذا متعہ حرام ہے قیاس کے ذریعہ نسخ کتاب کی کوشش کے سوا کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شریعت میں ہر بیوی کو میراث نہیں ملتی آپ جنہیں ازواج کہتے ہیں شارع علیہ السلام نے ان میں بھی کچھ ازواج کو محروم الارث کہا ہے اور قتل و کفر کو مانع وراثت قرار دیا ہے شوہر کی قاتل زوجہ، بیوی ہے مگر وارث نہیں ہوتی اور مسلمان شوہر کی سابقہ کافرہ زوجہ، زوجہ ہے مگر شریعت کے رو سے وراثت نہیں پا سکتی۔ لہذا وراثت کو معنائے زوجیت میں شرط ماننا غلط ہے۔

احادیث اہلسنت

صحاحِ اہلسنت پر نظر

قرآن مجید کی نصّ جوازِ متعہ اور اس کے منسوخ ہونے کی سند پر گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ استمتعتم "سے جواز کا حکم ملا، یہ حکم قرآن کی کسی آیت سے منسوخ نہیں ہوا۔

اب اس بارے میں کتب حدیث و سنت کا مطالعہ بھی لازم ہے کتب حدیث میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکمِ حلّت و جواز پھر عدم جواز پر گفتگو موجود ہے ہم اس کا جائزہ عرض کرتے ہیں۔

صحیح بخاری

محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنی تالیف "کتاب الصحیح" کے اکیسویں پارے میں "کتاب النکاح" کا ایک باب "نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعۃ اخیرا" لکھا ہے۔

اس عنوان سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ متعہ نکاح ہے سفاح نہیں

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو جائز قرار دیا تھا

تیسرا یہ مسئلہ ہے کہ آنحضرتؐ نے آخر میں متعہ کو حرام فرمایا اس پر روایات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

مذکورہ باب میں، چار روایتیں ہیں۔

پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ابنِ عباس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ اور پالو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے دنوں میں ممانعت کی تھی

دوسری حدیث ہے کہ ابنِ عباس سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے اجازت دی۔

تیسری حدیث ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری اور سلمہ بن اکوع (اور ابن ابی ذئب) کہتے ہیں، ہم ایک لشکر میں تھے، وہاں رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سب کو اجازت دی گئی کہ "متعہ" کرو

چوتھی حدیث ـــ سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو مرد و زن ساتھ رہنے پر تیار ہوں، تو وہ دونوں تین راتیں گذار سکتے ہیں اس کے بعد اگر دونوں پسند کریں تو اضافہ کرلیں۔ یا جدا ہو جائیں۔

نتیجہ:۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے

لیکن ـ میں عرض کرتا ہوں کہ چار میں سے صرف پہلی روایت میں حرمت کی خبر ہے اور لطف یہ ہے کہ خبر دینے والے حضرتِ علی علیہ السلام بتائے گئے ہیں اسکے باوجود ان کے شاگرد ابن عباس اور ان کے بعد سلمہ بن اکوع و ابنِ ابی ذئب اس حدیث کو نہیں مانتے اور رسول اللہؐ کی دو حدیثیں بھی ایسی نقل کی ہیں جن سے اس باب میں حضرت علیؑ کی طرف پہلی روایت کا انتساب باطل ٹھہرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے کم دارکشی کے طور پر ایک روایت حضرت علیؑ سے منسوب کرکے افترا کی مثال قائم کی ہے کیونکہ ان کے شیعہ صدرِ اول سے آج تک حلت و اباحت متعہ کے قائل ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی اولاد اور ان کے اوصیا حضرت ہی

کے حوالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی سند سے حکم اباحت دیتے ہے جیسا کہ شیعہ کتب حدیث و فقہ میں تحریر ہیں

صحیح مسلم

مسلم بن حجاج نیشاپوری نے " الصحیح" کتاب الحج کے ' باب المتعہ بالحج والعمرہ " میں اپنی سند سے لکھا ہے .

۱۔ ابی نضرہ کہتے ہیں ، ابن عباس حج تمتع کا حکم دیتے اور ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے میں نے اس کا تذکرہ جابر بن عبداللہ سے کیا ۔ انہوں نے کہا یہ بات میرے سامنے ہو چکی ہے ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا ہے پھر جب حضرت عمرؓ کا دورہ آیا تو انہوں نے کہا ، اللہ اپنے رسول کے لئے جو چاہتا اور جیسا چاہتا حلال کرتا ، اب وہاں قرآن اتر چکا تم لوگ حج و عمرہ تمام کرو اللہ کے لئے اور " ابتوا النکاح ھذہ النساء " ان عورتوں سے نکاح ختم کر دو ۔ اب ہرگز کوئی ایسا مرد میرے سامنے نہ لایا جائے گا جس نے کسی عورت سے ایک مدت کے لئے نکاح کیا ہو ۔ مگر یہ کہ میں اسے پتھر ماروں ، سنگسار کروں گا (صحیح مسلم ص ۴۶۷)

کتاب النکاح اور اس کا ضمنی باب " باب نکاح المتعہ " ہے جس کا خلاصہ ہے ۔ متعہ مباح ہوا پھر نسخ ہوا پھر مباح ہوا پھر نسخ ہوا اور قیامت تک حرام ہوگیا ، اس سلسلہ میں ۴۴ روایتیں ہیں جن میں سے چند روایات کا خلاصہ یہ ہے ۔

۱۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک لڑائی میں تھے آنحضرتؐ نے ہمیں ایک مدت کے لئے نکاح کی اجازت دی اس

کے بعد عبداللہ نے یہ آیت پڑھی "یا ایھا الذین آمنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین " (المائدہ/۸۷)
بظاہر امام مسلم کی نظر میں باعتبار سند یہ روایت دوسری روایتوں سے صحیح ترین ہے پھر دوسرے اور تیسرے روایتی سلسلوں سے اس کی تقویت بھی کی ہے۔

۲۔ جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن اکوع کہتے ہیں ہم دونوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منادی آیا اور اس نے اعلان کیا۔ فاستمتعوا عورتوں سے متعہ کرو (حدیث بخاری میں بھی ہے " دیکھئے اکیسواں پارہ ص ۷، ۶ ناشر دیوبند"

۳۔ جابر بن عبداللہ عمرہ کے لئے آئے لوگ ان سے ملنے ان کی قیام گاہ پر گئے اور مختلف مسائل پر گفتگو کے ساتھ متعہ پر بات کی تو جابر نے کہا ہاں ہم عہد نبوی و ابو بکر و عمر میں متعہ کرتے رہے ہیں۔

۴۔ اس کے بعد ہی یہ روایت ہے کہ ہم مٹھی بھر کھجور اور آٹے پر زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد ابو بکر میں متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمرو بن حریث کے بارے میں عمر نے متعہ کو ممنوع کر دیا

۵۔ حج تمتع والی حدیث دوبارہ درج کی ہے۔

اس کے بعد ایاس بن سلمہ کے باپ کی روایت کے مطابق "اوطاس" میں تیس دن کے لئے متعہ کی اجازت دی پھر منع کر دیا اسی قسم کی ممانعت کے لئے سبرۂ جہنی سے پانچ سے زیادہ آیتیں نقل کی ہیں۔

۶۔ حضرت علیؑ سے حدیث نمبر ۲۰ نقل کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعۃ النساء اور پالو گدھوں کے گوشت سے منع کیا" یوم خیبر"

دو روایتوں کے بعد ہے۔

، حسن و عبداللہ فرزندانِ محمد بن علیؑ کے بقول حضرت علیؑ نے سنا کہ ابنِ عباس متعہ النساء میں نرمی برتتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ابنِ عباس ٹھہرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ اور پالو گدھوں کے بارے میں ممانعت کی ہے۔

اسی روایت کو دوبارہ لکھ کر یہ باب ختم کر دیا ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ موضوع پر حضرت علیؑ کی روایت باعتبار سند تیسرے درجے کی ہے۔

موطاء مالک

موطا جلد اول یہ شرح تنویر الحوالک ، طبع مصر ۱۳۴۳ھ کتاب الحج میں بعنوان " ما جاء فی التمتع " یہ واقعہ موجود ہے کہ معاویہ نے جس سال حج کیا ان کے ساتھ ضحاک بن قیس بھی تھے دونوں حج کے لئے عمرۂ تمتع کی بات کر رہے تھے تو ضحاک نے کہا یہ کام تو وہی کرے گا جو حکم خُدا نہ جانتا ہو۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا بھتیجے ، بڑی بری بات کہی تم نے ، ضحاک نے جواب دیا ، عمر بن خطاب نے اس سے منع کیا ہے ۔ سعد نے کہا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمل کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ تمتع کیا (صفحہ ۳۱۷ ، موطا)

امام مالک ہی نے کتاب النکاح کے ذیل میں " نکاح المتعہ " ایک عنوان دے

کہ عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمر کے پاس گئیں اور کہنے لگیں کہ ربیعہ بن امیّہ نے ایک عورت سے متعہ کیا اور وہ عورت حاملہ ہے حضرت عمر گھبرا کر یوں نکلے کہ انکی ردا زمین پر کھینچ رہی تھی انہوں نے کہا اگر میں پہلے کہہ چکا ہوتا تو رجم کی سزا دیتا۔ (موطاج ۲ ص ۷۴)

ایک حدیث وہی ہے جو بخاری نے درج کی ہے کہ خیبر کے دنوں متعہ النساء اور پالو گدھے حرام ہوئے،

پہلی دو حدیثوں سے یہ نکاح متعہ کا جائز ہونا اور عہد عمر کے کسی دور تک اس کا رواج ثابت ہوتا ہے اور تمام کتابوں سے حضرت عمر کا اس عمل سے بیزار ہونا بھی عیاں ہے ایک حدیث کے مطابق تو موصوف نے خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی کچھ کہہ دیا ہے۔

لطف یہ ہے کہ ابن عباس و جابر تو جواز کے قائل ہیں مگر ان کے پیشوا اور محترم حضرت علی علیہ السلام قائل وراوی حرمت ہیں پھر انہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ خیبر میں نکاح متعہ کو حرام کیا گیا باقی انہیں اوطاس میں اس کے حلال ہونے کی اطلاع نہیں اور یہ بات سلمہ کی زبانی مسلم نیشاپوری تک پہنچ گئی جیسا کہ انہوں نے اپنی الصحیح میں لکھا اور سبرۂ جہنی کی یہ بات بھی جابر و ابن عباس وغیرہ کے ساتھ حضرت علیؑ کے علم میں نہیں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ حلال کیا اور تین دن لوگوں نے "مزے اڑائے" پھر رسول اللہ ﷺ ہی نے دائمی طور پر اسے حرام کر دیا۔ (صحیح مسلم صفحہ ۵۳۶)

عبدالعزیز بن عمر، سبرہ کے بارے میں کہتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکن وباب کے درمیان کھڑے ہو کر یہ کہتے دیکھا۔ الفاظ سبرۂ جہنی کے ہیں "لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کا حکم دیا تھا مگر اللہ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے تم میں سے جس کے پاس ایسی بیویاں ہوں انہیں چھوڑ دے اور جو کچھ انہیں دے دیا ہے اسے واپس نہ لو (الصحیح ص ۵۳۶، حدیث ۱۱، ۱۲)

اس تضاد و تعارض کو حل کرنے کے لئے شارحینِ حدیث خصوصاً نووی نے کہا "متعہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر یوم خیبر حرام ہوا۔ اس کے بعد یوم اوطاس تین دن کے لئے حلال ہوا اور چوتھے دن حرام مؤبّدہ ہو گیا (حاشیہ صحیح بخاری طبع دیوبند و دہلی ص ۷۶۶)

غور طلب بات یہ ہے کہ سبرۂ جہنی اوثق و اتقن ہوں یا نہ ہوں ان کتابوں کے مطابق حضرت علیؑ کی کردارکشی بہر حال ثابت ہے کہ انہیں ایک ایسی اطلاع تھی جو بعد میں بدل کر حرمت سے حلت ہو گئی اور وہ یہی کہتے رہے کہ متعہ خیبر میں حرام ہو گیا اور ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ حضرت عمر نے نہ تو سبرہ کی حدیث کبھی نقل کی نہ حضرت علیؑ کی زبانی لوگوں کو سنت نبوی کا حوالہ دیا موصوف نے جب بھی بات کی اپنی طرف سے کی۔

حضرت عمر کا حکم

جناب عبدالحسین، احمد امینیؒ نے اپنی تحقیقی کتاب "الغدیر" میں سولہ واقعات نقل کیے ہیں جن کے راویانِ معتبر نے کتاب وسنت

کے مقابلے میں حضرت عمر کے حکم کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۔ جابر بن عبداللہ نے کہا۔ ہم کھجور اور آٹے کی ایک مٹھی پر عہد نبویؐ و ابوبکر میں متعہ کرتے رہے تا آنکہ عمرو بن حریث کے معاملے میں حضرت عمر نے ممانعت کا حکم دیا

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۵ ، ابن اثیر، جامع الاصول، تیسیر الوصول از ابن دیبع ج ۴ ص ۲۶۲ ، ابن قیم ، زاد المعاد ج ۱ ص ۴۴۴ ، ابن حجر فتح الباری ج ۹ ص ۱۴۱ کنز العمال ج ۸ ص ۲۹۴)

۲۔ عروہ ابن زبیر سے روایت ہے۔ خولہ بنت حکیم حضرت عمر کے پاس گئیں۔ پوری روایت موطا سے ہم نے اوپر نقل کی ہے۔ (اسناد صحیح ، سب راوی ثقہ ، مالک موطا۔ ج ۲ ص ۳۰ شافعی ، کتاب الام ج ۷ ص ۲۱۹ بیھقی السنن الکبری ج ۷ ص ۲۰۶)

۳۔ حکم کے بقول ، حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اگر عمر نے متعہ سے نہ روکا ہوتا۔ تو شقی ہی زنا کرتے۔

دوسرے لفظوں میں روایت یوں ہے ،

حکم سے آیۂ متعہ کے بارے میں پوچھا گیا ، کیا آیت منسوخ ہے ؟ حکم نے کہا "نہیں" حضرت علیؑ نے تو یہ کہا کہ اگر حضرت عمر متعہ سے نہ روکتے تو شقی ہی زنا کرتے۔

الطبری ، التفسیر ج ۵ ص ۹ ، بہ اسناد صحیح ، تفسیر ثعلبی ، فخر الدین رازی ، التفسیر ج ۳ ص ۲۰۰ ، ابی حیان ، التفسیر ج ۳ ص ۲۱۸ ، تفسیر نیشاپوری ، السیوطی ، الدر المنثور جلد ۲ ص ۱۴۰ ، متعدد سلسلوں سے۔

۴۔ ابن جریج نے عطا سے سنا کہ انہوں نے ابن عباس کو کہتے سنا ، اللہ عمرؓ پر

رحم کرے، متعہ اللہ کی رحمتوں میں ایک رحمت تھی۔ جو اس نے امتِ محمد پر کی اور اگر ان کی ممانعت نہ ہوتی تو (شقا) بہت کم لوگ زنا کرتے۔

جصاص۔ احکام القرآن ج ۲ ص ۱۷۹، ابنِ رشد۔ بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۵۸ ابن اثیر۔ النہایہ ج ۲ ص ۲۴۹، ہروی، الغریبین، الزمخشری، الفائق ج ۱ ص ۳۳۱ القرطبی، التفسیر ج ۵ ص ۱۳۰۔ میں "شقا" کے بجائے "الا شقی" ہے۔ یہی متن ہے سیوطی، الدر المنثور ج ۲ ص ۱۴۰، عبدالرزاق و ابن المنذر کی سندوں سے عطا کے ذریعے ابن منظور، لسان العرب، ج ۱۹ ص ۱۶۶، تاج العروس ج ۱ ص ۲۰۰ بحذف "رحم اللہ" وباضافہ "بکائی اسمع - قولہ - الا شقی"۔

۵۔ حافظ عبدالرزاق نے "المصنف" میں ابنِ جریج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالزبیر نے جابر سے، انہوں نے کہا، عمرو بن حریث کوفے آئے اور ایک آزاد شدہ کنیز سے متعہ کیا وہ عورت حاملہ ہوئی اور حضرت عمر کے پاس لائی گئی۔ عمرو بن حریث نے متعہ کرنے کا اقرار کیا اس وقت انہوں نے منع کیا۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۱۴۱)

۶۔ حافظ ابنِ ابی شیبہ نے نافع سے روایت کی۔ ابنِ عمر سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے کہا، حرام ہے پھر کہا گیا، ابنِ عباس تو اس کے حق میں فتویٰ دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ پھر ان کے سامنے آواز کیوں نہ اٹھائی۔

الدر المنثور ج ۲ ص ۱۴۰، جمع الجوامع از ابنِ جریر۔

۷۔ طبری نے جابر سے روایت کی ہے کہ لوگ حضرت عمر کی ممانعت تک متعہ

کرتے رہے (کنز العمال ج ۸ ص ۲۹۳)

۸۔ سلیمان بن یسار نے ام عبداللہ بنتِ ابی خیثمہ سے روایت کی ایک آدمی شام سے آکر یہاں ٹھہرا۔ ایک دن اس نے کہا تنہائی سخت پریشان کر رہی ہے۔ کوئی خاتون ہو تو متعہ کروں۔ اُمّ عبداللہ نے ایک خاتون سے ملا دیا، سلیمان نے شرائط طے کر لیں۔ گواہ ہو گئے جو عادل تھے وہ کچھ عرصہ تک اس کے ساتھ رہا پھر چلا گیا۔ یہ اطلاع حضرت عمر کو دی گئی انہوں نے اُمّ عبداللہ کو پیغام بھیجا کہ یہ خبرِ واقعہ ٹھیک ہے؟ میں نے کہا ٹھیک ہے تو پیغام آیا کہ جب اِدھر آنا ہو تو مجھ سے ملنا جب وہاں گئی تو انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے پوچھا۔ اس کام پر تجھے کس نے تیار کیا؟ اس نے کہا کہ یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں کرتے رہے انہوں نے منع نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا سے سفر فرمایا۔ یہی حال حضرتِ ابوبکر کے زمانے میں رہا آخر وقت تک انہوں نے بھی منع نہیں کیا پھر آپ کے دور میں ہمیں حکمِ امتناعی نہیں ملا۔ حضرت عمر نے کہا جس کے قبضۂ قدرت میں جان ہے اس کی قسم، اگر میں پہلے حکمِ امتناعی جاری کر چکا ہوتا تو ضرور تجھے رجم (سنگسار) کرتا۔ لوگوں کو بتاؤ کہ نکاح و سفاح سمجھ سکیں (کنز العمال ج ۸ ص ۲۹۴)

خیال رہے کہ اس عبارت میں حکم امتناعی نہیں ہے۔

۹۔ حافظ عبدالرزاق و حافظ ابو داؤد نے اپنی "ناسخ" میں اور ابنِ جریر طبری نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ عمر کی رائے آگے نہ آتی تو میں متعہ کا حکم دے دیتا پھر شقی کے علاوہ کوئی زنا نہ کرتا (کنزل العمال ج ۸ ص ۲۹۴)

یہاں امیر المومنین حضرت علیؑ کی رائے محفوظ اور اختلاف واضح معلوم ہوتا ہے اور علتِ جواز بھی بتائی گئی ہے۔

۱۰۔ عطا کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ جابر عمرہ کرنے آئے، ہم لوگ ان کی قیام گاہ پر ملنے گئے لوگوں نے مختلف باتیں پوچھیں، پھر متعہ کی بات بھی آئی۔ جابر نے کہا، ہم لوگوں نے آنحضرتؐ اور ابوبکر و عمر کے ادوار میں متعہ کیا تھا اور بالفاظِ احمد بن حنبل یہاں تک کہ آخر دورِ خلافتِ حضرت عمر میں یہ ہوا (مسلم الصحیح ج ۱ ص ۳۹۵، باب نکاح المتعہ احمد بن حنبل، المسند ج ۳ ص ۳۸۰ نیز فخر الدین زیلعی تبیان الحقائق شرح کنز الدقائق ہم نے عہد نبویؐ و عہد ابوبکر اور نصف دورِ عمر تک متعہ کیا۔

۱۱۔ عمران بن حصین کہتے ہیں، قرآن میں آیۂ متعہ تو نازل ہوئی پھر اس حکم کی ناسخ آیت نہیں آئی۔ پھر یہ کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اجازت دی اور وقتِ آخر تک نہیں روکا۔ اس کے بعد جس کا جو دل چاہے کہے۔

مفسرین نے تفسیر آیۂ زیرِ نظر میں جوازِ متعہ کے دلائل میں عمران بن حصین کی اس روایت کا تذکرہ کیا ہے (تفسیر رازی ۳ ص ۲۰۰، ۲۰۲، تفسیر ابی حیان ج ۳ ص ۲۱۸ تفسیر نیشاپوری)

۱۲۔ نافع نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے ان سے پوچھا گیا کہ متعۃ النساء کا حکم کیا ہے؟ فرمایا، حرام ہے حضرت عمر کے پاس اگر کوئی اس جرم میں ماخوذ ہوتا تو وہ اسے سنگسار کرتے۔ (بیہقی: السنن الکبریٰ ج ۷ ص ۲۰۶)

یہاں بھی قرآن و سنت کا حوالہ نہیں اور حضرت عمر کے پاس ایسے واقعہ کی نشاندہی

ہوئی تو انھوں نے ممتوعہ کو سنگسار نہیں کیا۔

۱۳۔ حضرت عمر فرماتے تھے واللہ جب بھی کوئی ایسا شخص پیش کیا گیا جو متعہ کو مباح سمجھتا ہو، میں اسے سنگسار کروں گا۔

۱۴۔ ابو سعید خدری اور جابر بن عبداللہ دونوں کا کہنا ہے ہم لوگوں نے نصف عہد خلافت حضرت عمر تک متعہ کیا پھر انہوں نے عمرو بن حریث کے قصّے میں لوگوں کو منع کر دیا۔

(عمدۃ القاری ج ۸ ص ۳۱۰۔ ابنِ رشد نے بدایۃ المجتہد میں (ج ۲ ص ۵۸) پر جو الفاظ جابر سے نقل کئے ہیں وہ ہیں "تمتعنا علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم و ابی بکر و نصفا من خلافتہ عمر ثم نھی عنھا عمر الناس"

متعہ کے فرزند

ایوب نے روایت کی ہے کہ ابنِ عباس سے عروہ نے کہا:

تم خدا سے نہیں ڈرتے، متعہ کی اجازت دیتے ہو؟ ابن عباس نے جواب دیا عُرَیّہ! اپنی والدہ سے پوچھو! عروہ نے کہا، مگر ابوبکر و عمر نے تو یہ کام نہیں کیا؟ ابن عباس نے کہا! واللہ میں تم لوگوں کو اس بات سے باز آتے نہیں دیکھتا۔ میں تم سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرتا ہوں، تم لوگ ابو بکر و عمر کی بات مجھے سناتے ہو۔

(ابو عمر، العلم ج ۲ ص ۱۹۶، المختصر العلم ص ۲۲۶۔ ابن قیم، زاد المعاد ج ۱ ص ۲۱۹)

ابن عباس نے قصّے کی تصدیق عروہ کی والدہ پر ڈالی اور وہ تھیں اسماء بنت ابی بکر

حضرت زبیر نے ان سے متعہ کیا، عبداللہ اس نکاح متعہ کا نتیجہ تھے راغب اصفہانی نے المحاضرات (ج۲ ص۹۴) میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے اباحتِ متعہ کے بارے میں ابنِ عباس پر نکتہ چینی کی تو ابنِ عباس نے ان سے کہا اپنی والدہ سے پوچھ کر دونوں کے درمیان انگیٹھیاں کیسی گرم ہوئیں انہوں نے اپنی والدہ سے پوچھا تو بتایا کہ وہ متعہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

ابن عباس نے کہا: آلِ زبیر کی انگیٹھی پہلی مرتبہ متعہ میں گرم ہوئی (العقد الفرید ج۲ ص۱۲۹)

مسلم نے الصحیح (ج ص ۲۵۴) میں مسلم القری سے روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس سے متعہ الحج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اجازت دی جب کہ ابنِ زبیر منع کرتے تھے انہوں نے کہا کہ اُمّ زبیر موجود ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اجازت دی تھی جاؤ ان سے پوچھو۔ لوگ ان کے پاس گئے اور بات پوچھی، وہ موٹے بدن کی نابینا خاتون تھیں انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس کی اجازت دی ہے ان الفاظ کی مسلم نے دو طرح سے تخریج کی ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن کی حدیث میں "متعہ" ہے "متعۃ الحج" نہیں ہے۔

ابنِ جعفر کہتے ہیں کہ شعبہ کے بقول، مسلم (القری) نے کہا، مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے متعۃ الحج کہا یا متعۃ النساء

بقولِ صاحب الغدیر:

عبدالرحمٰن کی روایت میں لفظ "متعہ" مطلق و بلا اضافت و قید اور مسلم

کے لئے دونوں متعوں میں کسی ایک کا معین کرنا مشکل ہے مگر ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں (ص ۲۲۷) پر مسلم القری کے الفاظ یوں درج ہیں "دخلنا علی اسماء بنت ابی بکر فسالنا ھا عن متعۃ النساء" ہم اسماء کے پاس گئے اور متعۃ النساء کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

ہاں احمد نے اپنی مسند (ج ۶ ص ۳۴۸) میں متعۃ الحج" کے ذیل میں شعبہ کے سلسلے سے روایت کی اور بخیال خود حضرت ابن زبیر کی شرافت کا تحفظ کرتے ہوئے متعۃ الحج لکھا ہے کہ قاری سے ان کا ولید متعہ ہونا چھپایا جائے۔

۲۱- ابن کلبی نے تخریج کی ہے، سلمہ بن امیہ بن خلف جمحی نے حکیم بن امیہ بن اوقص اسلمی کی آزاد کردہ کنیز سے متعہ کیا نتیجہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا جسے سلمہ نے اپنا ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ اطلاع حضرت عمر کو ہوئی تو انہوں نے متعہ سے منع کر دیا یہ بھی روایت ہے، کہ سلمہ نے ایک خاتون سے متعہ کیا جس کی خبر سن کر حضرت عمر نے ان کو تنبیہ کی (الاصابہ ج ۲ ص ۶۳)

جوازِ متعہ کے قائل

صحابہ وتابعین وفقہاء

۱۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

۲۔ اُبی ابنِ کعب

۳۔ عبداللہ ابن عباس

۴۔ عمران ابنِ حصین خزاعی

۵۔ جابر ابن عبداللہ انصاری

۶۔ عبداللہ ابنِ مسعودِ ہذلی

۷۔ عبداللہ ابن عمر عدوی

۸۔ سلمہ ابنِ امیہ جمحی

۹۔ معبد ابنِ امیہ جمحی

۱۰۔ زبیر ابن عوام قرشی

۱۱۔ حکم

۱۲۔ خالد ابنِ مہاجر مخزومی

۱۳۔ عمرو ابن حریث قرشی

۱۴۔ ربیعہ ابن امیہ ثقفی

۱۵۔ سعید ابن جبیر

۱۶۔ طاووس یمانی

۱۷۔ عطا ابو محمد

۱۸۔ السدّی

ابن حزم و قرطبی کے بقول فقہاء مکہ نیز شیعوں کے آئمہ اثنا عشرؑ و فقہاء امامیہ جواز متعہ کے قائل تھے اور ہیں۔

نکاح منقطع / متعہ
کے بارے میں فقہی احکام

نکاحِ منقطع کو متعہ اور نکاحِ مؤجل بھی کہتے ہیں۔

ایجاب و قبول:

مسئلہ ۱۔ نکاحِ منقطع میں نکاحِ دائم کی طرح یہ عقد بھی دو کلموں پر مشتمل بشرائط ہوتا ہے ایجاب اور قبول۔ یعنی طرفین کا قلبی طور پر راضی ہونا کافی نہیں ہے

مسئلہ ۲:۔ اس عقد میں الفاظِ ایجاب و قبول:

(الف) مَتَّعْتُ۔ اور۔ زَوَّجْتُ۔ اور۔ اَنْکَحْتُ۔ میں سے کوئی صیغہ واقع ہو ایجاب کے لئے کافی ہے تملیک۔ اجارہ اور ہبہ جیسے الفاظ اور صیغوں سے عقد واقع نہیں ہوتا۔

(ب) قَبِلْتُ المتعة۔ یا۔ قبلتُ التزویج۔ نیز۔ قَبِلْتُ۔ اور۔ رضیتُ سے بھی قبول عقد درست ہے۔

اگر مرد ابتداءً قبول کا صیغہ جاری کرے اور کہے تَزَوَّجْتُکِ۔ اور عورت کہے۔ زَوَّجْتُکَ نفسی۔ تو صحیح ہے بشرائط

مسئلہ ۳:۔ مسلمان عورت کے لئے کسی کافر سے متعہ کرنا جائز نہیں۔

مختلف قسم کے کفار، ناصبی یعنی علانیہ دشمنِ آئمہ علیہم السلام اور مرتد عورتوں سے متعہ کرنا مرد کے لئے بھی جائز نہیں ہے، ہاں کتابیہ مستثنیٰ ہے۔

مہر :-

مسئلہ ۴ :- نکاحِ منقطع میں مہر کا تذکرہ کرنا شرط ہے اگر اس کا ذکر چھوڑ دیا تو نکاح باطل ہو جائے گا مہر میں وہ شے معتبر ہے جس کی مالیت ہو۔ اصل شے سامنے ہو یا ذمہ میں ہو۔ منفعت ہو یا قابل معاوضہ عمل صالح یا پھر مالی حقوق میں کوئی حق جیسے حقِ تحجیر وغیرہ نیز یہ کہ اگر وہ شے ناپ کی ہو تو ناپ معین ہو وزن کی چیز ہو تو وزن معین ہو۔ گنتی کی ہو تو تعداد بتائی جائے دیکھنے اور اوصاف بتانے کی ہو تو اس طرح دکھایا یا بتایا جائے کہ وہ شے مجہول نہ رہے۔ مہر کی مقدار کم ہو یا زیادہ طرفین کی رضامندی سے طے ہو تحجیر کے معنی ہیں افتادہ و بے کار زمین پر قبضہ کے لئے (پتھر کی) دیوار بنانا، آباد کرنے کے لئے بیکار زمین کو آباد کرنے کے لئے قبضہ میں لینا۔ ایسی زمین آباد کرنے یا کاشت کے لئے کرنے والے کا حق "حق تحجیر" کہلاتا ہے

مسئلہ ۵ :- عقد کے ساتھ ہی ممتوعہ، مہر کی مالک ہو جاتی ہے اس کے بعد یا عورت کے مطالبہ مہر ادا کرنا شوہر پر لازم ہے اگرچہ پورے مہر کے استحقاق میں جنسی عمل اور پوری مدت وفا (ادائے فرائض و شرائط) کا لحاظ رکھا جائے گا اگر ناکح قبل دخول مدت ہبہ کر دے تو نصف مہر اور بعد دخول مدت ہبہ کرے تو پورا مہر ادا کرنا واجب ہوگا۔

مدت میں ایک ساعت گذرنے یا مہینوں اور برسوں کے حساب سے مہر کے حصے نہیں ہو سکتے کہ جو مدت گذری ہو اس کا حساب کر کے مہر کی ایک رقم ادا ہو اور جو مدت باقی ہو اس کا حساب وضع کر لیا جائے مہر کا کوئی حصہ ساقط نہیں ہوگا۔

ہاں ایک صورت یہ ہے کہ شوہر مدت ہبہ نہ کرے اور عورت اسے پورا نہ کرے اور شوہر کو اپنے اوپر قدرت نہ دے کہ مدت پوری ہو۔ اس صورت میں مرد کو حق حاصل ہے کہ وہ اسی نسبت سے مہر کی رقم مثلاً وضع کرلے نصف ہو تو نصف، ثلث ہو تو ثلث وغیرہ مگر ایام ماہواری کو مدت وضع میں شمار نہ کیا جائے ان دنوں میں سے کچھ وضع نہیں ہو سکتا۔

اس حکم میں دوسرے عذر مثلاً خطرناک بیماری بھی شامل ہیں یا نہیں اس دو جہتیں بلکہ دو قول ہیں مصالحت کو نہ چھوڑنے میں احتیاط ہے۔

مسئلہ ۶:۔ عقد واقع ہو جائے اور پوری مکمل جنسی عمل نہ ہو، زوجہ نے پورا اختیار بھی دیا ہو تو مدت مکمل ہونے کے بعد پورا مہر ادا کرنا ہو گا۔

مسئلہ ۷:۔ اگر فساد عقد ظاہر ہو جائے یہ معلوم ہو جائے کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے یا بیوی کی بہن یا ماں ہے مثلاً اس صورت میں اگر دخول نہیں ہوا تو اسے مہر کا حق نہیں ہو گا اور اگر وہ مہر لے چکی ہو تو مرد کو واپس لینے کا حق ہے ضائع کر دینے کی صورت میں وہ عورت اس کا بدل دے گی یہی حکم ہے اگر عورت کو فسادِ عقد کا علم ہو اور جنسی عمل ہو گیا ہو لیکن اگر اسے علم نہ ہو تو مہر مثل کا حق ہے اگر اس نے جو مہر لیا ہے وہ مہر مثل سے زائد ہو تو زائد رقم واپس کرے اور اگر مہر مثل سے کم رقم لی ہے تو باقی وصول کرے گی۔

مُدّت:۔

مسئلہ ۸:۔ نکاح منقطع میں مدت کا تذکرہ شرط ہے اگر مدت کا ذکر جان کر یا

بھولے نہ کرے تو متعہ باطل اور دائمی عقد واقع ہو جائے گا۔

مدت کے کم اور زیادہ ہونے کا معاملہ دونوں پر موقوف ہے ضروری ہے کہ مدت کا زمانہ معین اور کمی یا زیادتی (کے شبہے یا امکان) سے محفوظ ہو اگر اس کے تعین میں کہا جائے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ لیکن زمانے کی مقدار طے نہ ہو تو متعہ باطل اور دائمی نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن اس میں اشکال ہے۔ طلاق جاری کرتے اور بشرط خواہش تجدید نکاح میں احتیاط ہے اس سے زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کے لئے معین مدت کے گذرنے تک صبر کرے یا عورت مدت کو ھبہ کر دے۔

مسئلہ ۹:۔ اگر عورت کہے : زوجتک نفسی الی شہر۔ یا۔ زوجتک نفسی شہرا (مثلاً) مگر مہینے کو مقید کرنے کے بجائے مطلق رکھے تو اتصال کا مقتضی ہے کہ مہینہ عقد سے شروع ہو جائے گا

کیا جائز ہے کہ " مہینہ " سے عورت منفصل مہینہ مراد لے اور مثلاً وہ کہے کہ ایک مہینے کے بعد سے مدت متعہ کا مہینہ شروع ہو گا یا عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں ؟

دو قول ہیں دونوں میں احوط دوسرا قول ہے (یعنی عورت مدت تو عقد سے منفصل نہیں قرار دے سکتی)

مسئلہ ۱۰:۔ عقد متعہ کی مدت کو ہبہ کہے یا اس کے تمام ہوئے بغیر تجدید عقد صحیح نہیں، خواہ دائمی عقد مقصود ہو یا منقطع۔ اگر ایک ماہ کی مدت باقی ہو اور اس

میں اضافے کی خواہش ہو تو مدت کا ہبہ کرنا لازم ہے اس کے بعد عقد ہو سکتا ہے

مسئلہ ۱۱۔ جائز ہے کہ مرد عورت پر اور عورت مرد، رات یا دن کے وقت آنے کی شرط عائد کرے اور ایک یا کئی مرتبہ کی شرط بھی عائد کی جا سکتی ہے لیکن مدتِ وقت کی تعین کے ساتھ۔

مختلف احکام

مسئلہ ۱۲۔ اگرچہ ہم عقد دائم میں عدم جواز کے قائل ہیں لیکن عقد منقطع میں بے اجازت زوجہ عزل جائز ہے البتہ اگر حمل ہو جائے تو عزل کے باوجود اولاد اسی شوہر کی ہو گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی توجہ کے بغیر مادۂ تولید داخل ہو گیا ہو

اور اگر ایسی اولاد کے فرزند ہونے کی خود سے نفی کرے تو بظاہر وہ منتفی ہو جائے گا اور لعان کی ضرورت نہیں ہو گی بشرطیکہ اسے یہ علم نہ ہو کہ اس کی یہ نفی گناہ پر مبنی ہے جبکہ یہ احتمال ہے کہ اسی کی اولاد ہو سکتی ہے۔

بہر حال اپنے اور خدا کے درمیان نفی (انکار فرزند) جائز نہیں جب تک علم استقرار نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۔ ممتوعہ پر طلاق موثر نہیں ہوتی مدت کے پورا ہونے یا اس کے ہبہ کرنے سے جدائی ہو جاتی ہے اس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ ۱۴۔ اس عقد سے میاں بیوی میں توارث ثابت نہیں ہوتا اور اگر دونوں باہم وارثت کی شرط کر لیں یا ایک وارث بنانے کا اقرار کرے تو اشکال ہے

اس شرط کو چھوڑنے کی احتیاط ترک نہ کی جائے اور اگر شرط کو برقرار رکھنا ہو تو باہمی مصالحت کو ترک نہ کریں۔

مسئلہ ۱۵:۔ اگر دخول سے پہلے میعاد پوری ہو جائے یا مدت کو شوہر ہبہ کر دے تو عورت پر عدّہ واجب نہیں ہے اور جنسی عمل کے بعد وہ عورت نابالغ اور یائسہ نہ ہو تو عدّہ رکھنا واجب، ہے اور عدہ اشہر واظہر دو ماہواریاں ہیں لیکن سن توحیض کا ہو مگر ماہواری نہ آتی ہو تو ۴۵ دن کا عدہ رکھے۔ یہ اس صورت میں ہے جب حاملہ نہ ہو لیکن اگر حاملہ ہو تو مطلقہ کی طرح وضع حمل تک عدہ ہو گا اشکال ہے مگر احوط یہ ہے کہ طویل ترین مدت کی رعایت کرے ۴۵ دن اور اگر وضع حمل میں اس سے زیادہ دن ہوں تو وہ مدت عدے کی مدت قرار دے یا دو ماہواریوں کو۔ شوہر کی موت کا عدّہ چار ماہ دس دن ہو گا اگر حاملہ نہ ہو، حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں جو مدت زیادہ طولانی ہو اسے مدت عدہ قرار دے جیسے نکاح دائم کی منکوحہ کا حکم ہے۔

مسئلہ ۱۶:۔ مستحب ممتوعہ مومنہ وعفیفہ ہو۔ شادی سے پہلے اس کا حال معلوم کرنا کہ شوہر والی ہے؟ یا عدے میں ہے؟ یا نہیں۔ بعد نکاح مکروہ ہے اس کے حالات کی مکمل چھان بین شرط صحت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷:۔ زانیہ سے متعہ مکروہ ہے خصوصاً بازاری اور شہرت یافتہ زانیہ سے اور اگر متعہ کر لے تو اسے فجور سے روک دے۔

(ترجمہ وتفصیل از تحریر الوسیلہ ص ۲۸۸ تا ۲۹۲)

مُدعا

ہمارا مقصد یہ ہے کہ حلت متعہ بہ سند کتاب و سنت ثابت ہے خواہ یہ جواز دائمی ہو یا پانچ دس سال کے لئے اور اس کے بعد حضرت عمر کے حکم سے اسے حرام مان لیا گیا پھر شیعہ اذو نوادرِ روایاتِ متاخرین کو بھی استناد قرار دے لیا جائے قران روایات سے کتب صحاح اوّلین کی روایات اور سابقین اولین کے رجحانات بے اساس نہیں رہتے۔

اسی لئے کتب فقہ میں فقہا میں کسی نہ کسی طرح حکم جواز بھی ملتا ہے۔

۱۔ ترجمۂ فتاوائے عالمگیری ج ۲ ص ۷، میں ہے

نکاح متعہ درست ہو گا جبکہ اس کی مدت اس قدر دراز ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا

۲:۔ ترجمۂ شرح وقایہ ص ۲۳۸

متعہ درست ہے (زفر)

۳:۔ حقیقۃ الفقہ ص ۱۶۶ - کتاب النکاح ، حاجی محمد یوسف طبع دہلی

۴:۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی جواز میں کہا تھا کہ بہر حال زنا کے مقابلے میں بہتر ہے مگر موصوف نے بعد میں رائے بدل دی۔

ہم بحث و مناظرہ میں نہیں جانا چاہتے۔ البتہ یہ خواہش ضروری ہے۔ کہ "متعہ" کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا جو امین احسن اصلاحی ورشید رضا جیسے حضرات نے استعمال کئے ہیں انتہائی افسوسناک ہے فنی طور پر جو موضوع فقہ و تفسیر و حدیث مسلّم ہو اور مذہب اہل بیتؑ اس کے جواز پر بالاتفاق باقی ہو اس کے بعد بدزبانی، احترام کتاب و سنت کے خلاف ہے

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ فقہا اہل سنت اس کے عدم جواز کے قائل ہیں اور ان کا اس پر اتفاق درجہ بدرجہ بڑھتا گیا ہے مگر اجماع کا دعویٰ کرنا زیب نہیں دیتا کیونکہ بقول اصولیین اہل سنت " وقتِ واحد میں امرِ واحد پر اہل حل و عقد کا اتفاق اجماع ہے " یہ صورت بعد عہد نبوی مدت تک پیدا نہیں ہوئی۔ بعد عہد صحابہ بھی آئمہ اہلبیتؑ اور اہل مکہ متفق نہیں ہوئے اور آج بھی اتفاق جمیع فقہاء امت نہیں ہے اس پر حملے کرنا شان علم کے خلاف ہے۔

۱۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

۲۲ رجنوری ۱۹۸۶ء

چہار شنبہ

مآخذ و مصادر

- عبدالحسین احمد، امینی : الغدیر جلد ۳، ۶ بحث متعہ طبع تہران، ایران ۱۳۷۲ھ
- ابو نضر، عیاشی م ۳۰۰ تقریباً : التفسیر، طبع قم، ایران ۱۳۸۱ھ
- محمد بن اسمٰعیل بخاری م ۲۵۶ ھ، صحیح البخاری، مکتبہ رحیمیہ دیوبند ہندوستان طبع دہلی ۱۳۵۷ھ کا عکسی چاپ۔
- ابوالحسن مسلم (م ۲۶۱ھ) نیشاپوری، صحیح المسلم : چاپ عیسی البابی مصر، بلاتاریخ
- مالک بن انس م ۱۷۹ھ : الموطا مع تنویر الحوالک : السیوطی، عیسی البابی مصر ۱۳۴۳ھ
- محمد بن جریر، طبری م ۳۱۰ھ، تفسیر الطبری، جامع البیان عن تاویل ای القرآن حققہ و خرج احادیث محمود محمد شاکر سو۔ احمد محمد شاکر دار المعارف۔ مصر
- حر عاملی، محمد بن حسن : وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، احیاء التراث العربی، بیروت لبنان ۱۳۸۴ھ
- کلینی، محمد بن یعقوب : الکافی۔ الفروع دار الکتب اسلامیہ طہران ۱۳۹۱ھ
- سید ابوالقاسم الخوئی (المدخل و فاتحۃ الکتاب) البیان فی تفسیر القرآن

مؤسسات الاعلمی، بیروت، لبنان ۱۳۹۴ھ

- محمد ثناء اللہ پانی پتی م ۱۲۲۵ھ : التفسیر المظہری، جلد ۲ طبع اول، دہلی
- مرتضیٰ حسین صدر الافاضل، متعہ، مقالہ، مشمولہ : اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب۔ لاہور۔ ردیف میم
- فخر الدین الرازی : التفسیر الکبیر، طبع خیریہ، مصر ۱۳۰۸ھ
- جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) الدر المنثور فی التفسیر الماثور، محمد امین دمج بیروت، لبنان
- عماد الدین، ابوالفدا، اسمٰعیل ابن کثیر (م ۷۴۴ھ) تفسیر القرآن العظیم، عیسی البابی الحلبی۔ مصر
- سید محمد حسین الطباطبائی : المیزان فی تفسیر القرآن۔ طہران۔ ایران (م ۱۴۰۲ھ)
- محمد ہادی معرفتہ : التمہید فی علوم القرآن (بحث نسخ آیات) طبع قم ایران ۱۳۹۷ھ
- سید محمد عارف : نفاذِ فقہ جعفریہ کی حقیقت، لاہور ۱۹۸۵ء
- آیت اللہ خمینی : تحریر الوسیلہ ۲، طبع نجف اشرف۔ عراق